باسمہ سبحانہ

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (القرآن سورۂ مزمل پارہ۲۹)

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں بلبلیں

اپنی اپنی بولیاں بول کر سب اڑ جائیں گے

نورالعلوم
کے
درخشندہ ستارے

جس میں نورالعلوم کی چودہ مقتدر اور ممتاز شخصیات کی خدمات، حالات،

اور جدوجہد کا مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

مرتب

مولانا امیر احمد قاسمی

استاذ شعبہ عربی جامعہ عربیہ مسعودیہ نورالعلوم بہرائچ

اِنَّ كِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ (سورۃ التطفیف پ عم)
نیک لوگوں کا نامۂ اعمال علیین میں رہے گا۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ، عَلَى الْاَرَائِكِ يَنْظُرُوْنَ (سورۃ التطفیف پ عم)
نیک لوگ بڑی آسائش میں ہوں گے، مسہریوں پر (بیٹھے بہشت کے عجائبات) دیکھتے ہوں گے۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرِبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا (سورۃ الدہر پ۲۹)
جو نیک ہیں، وہ ایسے جام شراب پیویں گے، جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (سورۂ آل عمران پ۴)
اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں، وہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہے۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (سورۂ آل عمران)
اے ہمارے پروردگار! آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے، اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے، اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے۔

ع اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحُ
نیکوکاروں کے ساتھ مشابہت میں ہی کامیابی ہے۔

سلسلہ مطبوعات ۲

تفصیلات

نام کتاب..........................نورالعلوم کے درخشندہ ستارے

ترتیب...........................امیر احمد قاسمی فاضل دارالعلوم دیوبند

کمپوزنگ.........................مولانا اخلاق احمد قاسمی آپریٹر شعبہ کمپیوٹر جامعہ ہذا

ناشر...............................حافظ ضمیر احمد متعلم جامعہ نور العلوم بہرائچ

پرنٹنگ...........................تاج آفسیٹ پریس بہرائچ

سن اشاعت.......................۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء

تعداد اشاعت.....................۱۰۰۰ر ہزار

صفحات...........................۱۲۸

قیمت.............................40 روپیہ

ملنے کے پتے

خلیل بکڈپو.............................چوک بازار شہر بہرائچ

قدیم منزل جامعہ مسعودیہ نور العلوم، بہرائچ

انتساب

احقر اپنی اس حقیر محنت وکاوش کو
اپنے مشفق ومحسن حضرات اساتذہ عظام
اوراپنے مخدومین والدین مرحومین کے نام
کی طرف منسوب
کرنے کوسعادت سمجھتا ہے۔
جنکی
توجہات، عنایات، اورسحر گاہی دعاؤں
سے
بندہ اس خدمت کے قابل ہوا۔
اللہ پاک
مرحومین کی قبروں کونور سے منور فرمائے، اورمغفرت فرما کر
جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، اور
موجودین کے سایۂ شفقت وعاطفت کوتادیر صحت وعافیت
کے ساتھ قائم رکھے، اورعنایات وتوجہات کا بہتر سے بہتر صلہ دارین میں
عطا فرمائے، آمین یارب العالمین، وماذالک علی اللہ بعزیز

واللہ الموفق
عاجز امیر احمد قاسمی

فہرست عناوین

تقریظ

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قاسمی سنبھلی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ہمارے محسن جناب مولانا امیر احمد صاحب نے پہلے ماہنامہ نور العلوم میں ہمارے اساتذہ کا تذکرہ ماہ بماہ کیا اور اب اس کو کتابی شکل میں جمع کر کے شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

مدرسہ نور العلوم کی اعترافِ فضیلت کے لئے ایک یہ بات بھی بہت کافی ہے کہ ہم لوگوں کے محترم چچا حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ نے ہم دو بھائیوں مجھے اور ڈاکٹر محمد خالد کو سنبھل سے نور العلوم میں پڑھنے کے لئے بھیجا، کہاں سنبھل ضلع مرادآباد اور کہاں بہرائچ بالکل بعد المشرقین اور مولانا نعمانیؒ مدارس کی دنیا سے بہت قریب سے واقف تھے ان کا انتخاب نور العلوم کی فضیلت ہی کی وجہ سے تھا۔

میں نے نور العلوم آ کر بالکل ایک نئی دنیا دیکھی اساتذہ سب ہمہ وقت مدرسہ کے مدرس ہی نہیں بلکہ ہر طرح خادم بنے ہوئے رہتے تھے، جن اساتذہ سے پڑھا وہ اپنے فن اور متعلقہ کتب پر بہت حاوی اور نہایت محنت سے پڑھانے والے تھے، اخلاص کا تو کہنا ہی کیا بے حد مخلص اور طلبہ کے بہی خواہ اور ہمہ وقت ان کی تربیت کی فکر رکھنے والے تھے۔

ان ہی حضرات کی محنت اور اخلاص کا نتیجہ تھا کہ الحمد اللہ نور العلوم کے کئی کئی طلبہ ہندوستان کی تقریباً سب ہی درسگاہوں میں بحیثیت بڑے اساتذہ کے درس وتدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں، خود میری زندگی میں بڑی تبدیلی نور العلوم اور وہاں کے

اساتذہ ومنتظمین کے فیض سے ہوئی میری تعلیم تو نور العلوم میں بہت زیادہ نہیں ہوئی لیکن تعلیم کی گاڑی صحیح سمت اور پٹری پر نور العلوم میں ہی پڑی۔

مولانا امیر احمد صاحب قاسمی اس لئے ہمارے محسن ہیں کہ انھوں نے ہمارے مربیوں اور محسنوں کا تذکرہ یکجا کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ مولانا کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور ہمارے اساتذہ کو اپنی شان عالی کے مطابق اجر عطا فرمائے، میں ان مضامین کو ماہنامہ نور العلوم میں پڑھ چکا ہوں۔

محمد زکریا قاسمی سنبھلی

۲۸/اپریل ۲۰۱۱ء

تقریظ

حضرت مولانا عبدالعلی صاحب فاروقی دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم فاروقیہ ومدیر ماہنامہ البدر کاکوری لکھنؤ

جامعہ مسعودیہ نورالعلوم کے ایک طالب علم کی حیثیت سے میری مدت قیام بہت مختصر ہے، یعنی ایک تعلیمی سال یا ۹، ۱۰ ماہ کا قلیل عرصہ!

اگرچہ مجھے اپنی متوسطات کی کتابوں ہدایہ اولین، مختصر المعانی وغیرہ کی تعلیم کے سلسلہ میں وہاں کے اس وقت کے دو اہم استاذوں حضرت مولانا سلامت اللہ بیگ صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی احرار الحق صاحبؒ ہی کے سامنے زانوے تلمذ طے کرنے کی سعادت حاصل ہوسکی............لیکن وہاں کے تقریباً تمام ہی چھوٹے بڑے اساتذہ وکارکنان سے کچھ ایسا تعلق ورشتہ ضرور قائم ہوگیا کہ ان میں سے کئی کا (جن کی غالب اکثریت ہماری اس فانی دنیا سے کوچ کرچکی ہے) کوئی ذکر کرتا ہے تو بے ساختہ ادھر دل کھنچتا ہے، کیوں کہ وہ اپنوں کا ذکر ہوتا ہے۔

موجودہ نورالعلوم کے ایک مؤقر وممتاز استاذ جناب مولانا امیر احمد صاحب قاسمی نے اپنے نوری اساتذہ اور وابستگان کے سلسلہ میں اپنے قلبی تأثرات کو قرطاس وقلم کے حوالہ سے مجھ تک پہنچنے کا سامان فراہم کیا اور وقتاً فوقتاً ماہنامہ ''نورالعلوم'' کے صفحات پر مجھے ''اپنوں'' کے چہرے نظر آئے تو مجھے بہت اچھا لگا، اور اب جب کہ ان پہلے سے لکھے چھپے مضامین ''نیز کچھ اسی ارادہ سے لکھے ہوئے تاثراتی مضامین کو جمع کرکے انھیں کتابی شکل دینے کا ارادہ کیا تو فرزند عزیز مفتی حارث عبدالرحیم فاروقی سلمہ استاذ جامعہ ومدیر ماہنامہ

نور العلوم بہرائچ کو وسیلہ بنا کر اپنی یہ خواہش ظاہر کہ میں بھی اس کتاب اور اس کے مضامین کے سلسلہ میں کچھ لکھ دوں؟۔

یوں تو میرے خیال میں اس نوع کی کتابوں پر کسی دوسرے کے کچھ لکھنے کی بہت ہی کم گنجائش ہوتی ہے لیکن چونکہ ان میں کے تقریباً تمام مضامین کا محور میرے اپنے ہیں اس لئے اس سلسلہ کو کچھ اپنے قلم سے دراز کرتے ہوئے مجھے لذت بھی حاصل ہو رہی ہے، اور اسے میں اپنے لئے سعادت بھی سمجھ رہا ہوں۔

اس کتاب میں شامل تمام مضامین تأثراتی ہیں لیکن اس ذیل میں جن واقعات حوالوں کو پیش کیا گیا ہے اس سے ناظرین کو اندازہ ہوگا کہ ہمارا سلاف کس قدر سادگی پسند، مخلص اور بے ریا ہوتے تھے، اور اساتذہ کا اپنے طلبہ نیز خردوں کے ساتھ کیسا والہانہ اور تعمیری رشتہ ہوا کرتا تھا **فجزاهم الله احسن الجزاء**۔

مولانا امیر احمد قاسمی صاحب لائق مبارک باد ہیں کہ انھوں نے احسان شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے بہت سلیقہ کے ساتھ اپنے بزرگوں کی زندگیوں کے خاکے اپنے خردوں کے سامنے پیش کر کے ان کے استفادہ کا موقع فراہم کیا، حق تعالیٰ مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ (آمین)

عبد العلی فاروقی
پاٹا نالہ، لکھنؤ
۲۷ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

تقریظ

حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
مہتمم جامعہ مسعودیہ نورالعلوم بہرائچ، صدر جمعیۃ علماء اتر پردیش

حامداً ومصلیا. جامعہ عربیہ مسعودیہ نورالعلوم بہرائچ کی بنیاد جن نفوس قدسیہ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی تھی وہ تقویٰ وطہارت اخلاص وللّٰہیت اور دیانت وامانت کے پیکر تھے، کسی ادارہ کو اس قسم کے افراد کم نصیب ہوتے ہیں۔

جامعہ نورالعلوم جس زمانے اور ماحول میں قائم کیا گیا تھا، اس کا تقاضہ بھی یہی تھا اور کفر وشرک، ضلالت وگمراہی اور بدعات کے قلع قمع کے لئے ایسے ہی افراد کی ضرورت تھی جو صبر وشکر اخلاق وکردار تواضع وخاکساری، یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم کی صفات سے پوری طرح متصف ومزین ہوں۔

جناب مولانا امیر احمد صاحب استاذ جامعہ عربیہ مسعودیہ نورالعلوم بہرائچ نے انھیں اشخاص کے سلسلۃ الذہب کے تذکار حسنہ کو پہلے ماہنامہ نورالعلوم کے مختلف شماروں میں قلمبند کیا اور اب کتابی شکل میں پیش کر رہے ہیں۔

مولانا نے جامعہ کے بانیین، اساتذہ کرام اور جامعہ کی آبیاری کرنے والے مخلصین کی خدمات کا تذکرہ اختصاراً کیا ہے، لیکن یہ کام آگے اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لئے بہرحال مشعل راہ ثابت ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور طلبہ واساتذہ کے لئے مفید ونافع بنائے۔ (آمین)

حیات اللہ قاسمی

۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۷/ جون ۲۰۱۱ء

دعائیہ کلمات

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
صدر المدرسین ومفتی جامعہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ
وصدر محکمہ شرعی پنچایت ضلع بہرائچ

کسی ادارے کا اصل تعارف یہ ہے کہ اس کے بانی اساتذہ، اور طلبہ کا تعارف کرادیا جائے، محترم حضرت مولانا امیر احمد صاحب نے ادارے کے بانی واساتذہ کی سوانح لکھ کر ایک بہت اہم کام انجام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع بنائے اور حضرت مولانا کی عمر میں برکت دے۔اور زیادہ سے زیادہ دین کا کام لے کر نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین

ذکر اللہ
خادم مدرسہ نور العلوم بہرائچ
۱۳؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ

تأثرات

استاذ الاساتذہ حضرت حافظ قاری عبد اللطیف صاحب دامت برکاتہم
صدر المدرسین شعبہ حفظ وتجوید وقرأت ودینیات (ناظرہ) جامعہ نور العلوم بہرائچ

اس خادم عاصی ولاعلم سے عزیزم مولانا امیر احمد صاحب قاسمی سلمہ نے بڑی خواہش ظاہر کی کہ جامعہ مسعودیہ نور العلوم کے حالات سے متعلق واساتذہ کرام کی شان میں کچھ تحریر کر دیجئے، بندہ عاصی نے اپنی لاعلمی وناہلیت کی بنا پر بہت کچھ شرمندگی کے ساتھ انکار کیا لیکن کسی طرح نہ مانے، لہٰذا اپنی بے شعوری ولاعلمی کے باوجود لکھنا ہی پڑا۔

ناچیز کی تقرری یکم ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۳ راگست ۱۹۶۲ء کو ہوئی مدرسہ کے شعبہ حفظ کی خدمت عطا کی گئی، اللہ کے فضل وکرم اوراس کی خاص عنایت بندہ ناچیز پر شامل حال رہی، جس کی وجہ سے آج تک اسی خدمت پر گامزن ہے، جامعہ ہذا کے بانی مبانی حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص وجدوجہد سے اس ادارہ میں ایسے ایسے کامل وباکمال اساتذہ کرام تشریف لائے، جواپنی مثال کے لئے اپنے شاگردوں کو چھوڑ گئے، جن کی وجہ سے آج ہندوستان ہی نہیں بیرون ملک میں بھی اس جامعہ کا نام روشن ہے، حضرت نامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جو جانشین جن پر آپ کی خصوصی شفقت وتربیت شامل حال رہی وہ حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو سیاست وفراست ودوراندیشی ومنتظم کار ہونے میں بے مثال تھے، ایک سے ایک متعلم جو آپ کی خدمت وتربیت میں رہے وہ جہاں بھی ہیں وہ آپ کا نام بلند کررہے ہیں، تمام متعلمین تعلیم وتربیت پاکر چلے گئے، وہ مدرسہ کا نام روشن کرگئے، اور کررہے ہیں،

ان ہی کے تربیت یافتہ دوشاگرد ایسے ہوئے جو مثل تارے وستارے بن کر چمکے ان میں سے ایک قاری عبدالوحید نوری رحمۃ اللہ علیہ تھے، جن کی قبر پیر کی طرف کی مٹی گر جانے سے بقیہ حصہ گیارہویں مہینے دیکھی گئی تو لاش وکفن بالکل صاف نظر آیا، پھر اس کو قبرستان کے میاں صاحب نے بند کردیا، ان کی خدمت حضرت نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوران کے اہل خانہ ہی کے ساتھ نہیں بلکہ آپ کے وقت میں جتنے اساتذہ رہے ان کے ساتھ بھی بہتر حسن ظن وخدمت میں یکتا تھے۔

دوسرے عزیزم مولانا امیر احمد صاحب سلمہ یہ بھی تمام اساتذہ کرام کی خدمت وتعلق وہمدردی میں کم نہیں ہیں جوان کی اس کتاب سے ظاہر ہے کہ کتنا مانتے اور چاہتے اور لگاؤ تھا اور ہے، لہٰذا تمام گذرے وحال کے اساتذہ کرام کی شان میں ایک عمدہ کتاب لکھ ڈالی تاکہ ہمدردان ملت وعوام ان کی حقیقت سے واقف ہوجائیں، اللہ تعالیٰ ان کی اس خلوص کو جو اساتذہ کرام وعملہ ومدرسہ کے ساتھ ہے باقی رکھے، اور اللہ تعالیٰ موصوف کو اپنے خصوصی کرم سے اجر عظیم عطا فرمائے، اور اس سے بھی کہیں زیادہ لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا نامی اور حضرت مولانا نوری رحمہم اللہ اور ان دونوں بزرگوں کے خاندان والوں کی اللہ پاک بال بال مغفرت فرمائے، اور قبر کو نور سے بھر دے۔ آمین

فقط والسلام

دعا گو کمترین عبداللطیف غفرلہ

۲۶ رجمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۳۰ رمئی ۲۰۱۱ء

اظہار مسرت

حضرت مولانا قاری زبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی
ناظم تعلیمات جامعہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ وصدر جمعیۃ علماء ضلع بہرائچ

اپنے مستقبل کو روشن اور تابناک بنانے کے لئے اپنی زندگی کو کامیابیوں سے مزین کرنے کے لئے اور سعادت دارین کی اعلیٰ ترین منزل تک پہنچنے کے لئے اسلاف اور بزرگوں کے حالات یقیناً امیر اور مقتدا کی حیثیت رکھتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے۔
''وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ''۔ (سورۂ لقمان)

انتہائی مسرت کی بات ہے کہ جامعہ نور العلوم کے مایہ ناز اور ذی استعداد مدرس عزیز مکرم جناب مولانا امیر احمد صاحب قاسمی نے اسی پرخلوص جذبے کے تحت اکابرین نور العلوم کے حالات قلمبند فرمایا ہے۔

موصوف کی یہ مخلصانہ کاوش یقیناً قابل ستائش ہے اور قابل تشکر ہے ۔

سقاهُ الهُ العالمين بفضله
شرابَ رضاءٍ منه عَذبًا وصَافِيًا

اللہ پاک اس کتاب کو عوام اور خواص سبھی کے نزدیک مقبول بنائے، آمین۔
اور اس شعر کا مصداق بنادے ۔

اٹھا جو مینا بدست ساقی رہی نہ کچھ تابِ ضبط باقی
تمام میکش پکار اٹھے یہاں سے پہلے یہاں سے پہلے

زبیر احمد عفی عنہ
۱۹ر مئی ۲۰۱۱ء

عرض مرتب

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم امابعد

جامعہ عربیہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ شمالی ہند کا مشہور، قدیم، تاریخی، تعلیمی، تربیتی اور مثالی ادارہ ہے، جس کو ہر زمانے میں جبالِ علم علماء، علوم وفنون میں ماہر، تربیت واصلاح کے بارے میں گہری نظر رکھنے والی شخصیات کی خدمات حاصل رہی ہیں۔

ناچیز کا جب مادر علمی نور العلوم میں برائے تدریس ۱۱رشوال ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۶ر اپریل ۱۹۹۱ء تقرر ہوا، اس وقت سے برابر یہ خیال آرہا تھا، کہ بانیان، مربیان اور دوراول کے چیدہ حضرات اساتذۂ عظام کی خدمات، حالات، وغیرہ جمع کیا جانا نہایت ضروری ہے۔

چنانچہ جب فروری ۲۰۰۶ء میں ''ماہنامہ نور العلوم'' کا اجراء ہوگیا، تو بندہ نے ماہنامہ نور العلوم کے لئے جامعہ کے سابق صدر المدرسین حضرت مولانا سلامت اللہ بیگ صاحبؒ کے حالات، خدمات سے متعلق ''ایک عبقری شخصیت'' کے عنوان سے ایک مضمون قلم بند کیا، درمیان میں دیگر شخصیات کے حالات جمع کرتا رہا، اور ماہنامہ میں اس کی اشاعت ہوتی رہی، آخر میں جامعہ کے سابق کارگزار مہتمم حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوری الحسینیؒ کے حالات جمع کئے۔ بحمد اللہ سبھی مضامین پسند کئے گئے، اور بعض دوستوں نے انہیں کتابی شکل دینے کا مشورہ بھی دیا۔

اس لئے مذکورہ متفرق مضامین حذف واضافہ کے ساتھ شائع کئے جارہے ہیں۔

اس موقع پر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سنبھلی، دار العلوم فاروقیہ کاکوری لکھنؤ کے مہتمم حضرت مولانا عبد العلی فاروقی صاحب، جامعہ نور العلوم کے مہتمم حضرت مولانا حیات اللہ قاسمی، جامعہ نور العلوم کے صدر المدرسین

حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب، استاذ محترم حافظ قاری عبداللطیف صاحب صدر مدرس شعبہ حفظ وتجوید اور جامعہ نورالعلوم کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا قاری زبیر احمد صاحب قاسمی کا بے حد ممنون ہوں، کہ مذکورہ حضرات نے انتہائی عدیم الفرصتی کے باوجود مسودہ پر نظر ثانی فرمائی، اوراس کے بارے میں اپنے قلبی تاثرات ثبت فرمائے، اور دعاؤں سے نوازا، اور جامعہ ہٰذا کی موقر مجلس شوریٰ کے رکن الحاج قمر احمد صاحب کلاتھ مرچنٹ کا مشکور ہوں کہ وہ اس کتاب کی ترتیب کے لئے بھی برابر ابھارتے رہے، اور جامعہ ہٰذا کے موجودہ ناظر دفتر حافظ اشفاق احمد بیگ صاحب کا بھی احسان مند ہوں، کہ انھوں نے مواد کی فراہمی میں تعاون کیا، اور عزیزم مولانا اخلاق احمد قاسمی آپریٹر شعبہ کمپیوٹر جامعہ ہٰذا کا بھی شکر گذار ہوں کہ انھوں نے اپنا قیمتی وقت اس کتاب کی کمپوزنگ کے لئے صرف کیا۔

چوں کہ خطا ونسیان سے کوئی انسان بری نہیں ہے، اس لئے ناظرین کرام سے گذارش ہے کہ اگر کوئی بات قابلِ اصلاح معلوم ہو، تو براہ کرم مطلع فرمائیں، تا کہ اصلاح ممکن ہو۔

اے اللہ تو اس کتاب کی تیاری میں معاونت کرنے والوں کو اپنے شانِ عالی کے مطابق جزاء خیر عطا فرما، میرے بچوں کو علم کے زیور سے آراستہ فرما، اور میری اس مختصر سی کاوش کو قبول فرما، اور تمام مسلمانوں کے لئے نافع اور مقبول بنا۔ (آمین)

اَحَبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہُ یَرْزُقْنِیْ صَلَاحًا

امیر احمد قاسمی ابن الحاج عبدالقدیر صاحب مرحوم
استاذ شعبہ عربی جامعہ نورالعلوم بہرائچ
ونائب مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ بھوانی پور بنکٹ کھر گورہ جنوب ضلع بہرائچ (یو. پی)

پیش لفظ

ہندو نیپال سرحد پر کوہ ہمالیہ کے دامن میں آباد ضلع بہرائچ ایک قدیم تاریخی شہر ہے، جو ہر دور میں بہت سی تاریخی عظمتوں اور بڑی خصوصیات کا حامل رہا ہے، اور اس کے ساتھ بڑی قدیم اور دیرینہ یادیں وابستہ رہی ہیں، اس شہر سے تھوڑے فاصلہ پر سراسوتی کا مقام ہے، جہاں پچیس سال تک مہاتما بدھ تلاش حق کے لئے گیان ودھیان میں مراقب رہے، آج بھی سراسوتی کے کھنڈرات اس عظیم متلاشی حق کی صحرانوردیوں کا افسانہ زبان حال سے بیان کرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں، مشہور چینی سیاح ''ہوان سانگ'' جو بدھ مذہب کے آثار وصنادید کی تلاش میں ہندوستان آیا تھا بہرائچ بھی حاضر ہوا تھا، تاریخی کتب سے اس کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ فیروز شاہ تغلق مشہور عرب سیاح ''ابن بطوطہ'' کی معیت میں یہاں آیا ہے۔

اس شہر کی خوش قسمتی ہے کہ سرفروشان ملت اور شہدائے اسلام کے قدوم میمون یہاں پہنچے اور انھوں نے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جام شہادت نوش کر کے اس سرزمین کو اپنی آخری آرام گاہ قرار دیا ہے، اسی طرح بلند پایہ علماء، صوفیاء، اتقیاء اور اہل دل نے بھی اپنے روحانی فیوض وبرکات سے اس شہر کو نورانیت اور تابانی بخشی ہے۔

یہی وہ سرزمین ہے، جہاں مشہور ومعروف مجاہد حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ ظالم وجابر راجاؤں، مہراجاؤں کے ظلم اور ان کے پنجۂ استبداد سے مظلوم انسانوں کو نجات دلانے کے لئے غزنی سے چل کر ملتان، دہلی، میرٹھ، سنبھل، بدایوں، قنوج اور اس کے علاوہ مقامات پر مختلف راجاؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے بہرائچ تشریف لائے اور یہیں مقابلہ کرتے ہوئے ۱۴؍رجب ۴۲۴ھ کو جام شہادت نوش کیا، اور اپنے قیمتی لہو

کے قطروں سے اس سرزمین کو لالہ زار بنا کر یہیں آسودۂ خاک ہوگئے۔اور آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے مجاہدین اسلام نے جام شہادت نوش کیا اور اسی زمین کے پیوند خاک بن گئے،جس کی بنا پر اس شہر کو بجا طور پر گنج شہیداں کہے جانے کا حق حاصل ہے،ان مجاہدین اسلام اور اسلام کے جانباز سپاہیوں کے نقوش اب بھی اس شہر کے گوشہ گوشہ میں قائم ہیں، اور اس شہر کی فضاؤں میں جو روحانیت وانسانیت ہے وہ انہیں مردان حق آگاہ کی مسیحا نفسی کی رہین منت ہے۔

اس شہر کو علم وفن تزکیہ نفوس اور باطنی وروحانی تربیت کے اعتبار سے بھی مرکزیت حاصل رہی ہے، بڑے بڑے علماء وصلحاء کے قدم مبارک یہاں پہنچے ہیں،اور انھوں نے اپنے فیوض وبرکات سے اس سرزمین کو فیضیاب کیا ہے اور علم وادب کے چشمے بہائے ہیں،ان میں حضرت سید بڈھن شاہ صاحبؒ،حضرت مولانا سید اجمل شاہ صاحبؒ یہ وہ مشہور بزرگ ہیں جن سے ابراہیم شاہ شرقی کے دربار میں ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا مناظرہ ہوا تھا،مشہور بزرگ حضرت سید امیر ماہؒ بھی یہیں آرام فرما ہیں۔حضرت ابراہیم شہیدؒ استاذ حضرت سید سالار مسعود غازیؒ کا مدفن اسی شہر میں ہے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے جدامجد حضرت شاہ فیروز شہیدؒ بہرائچ تشریف لائے اور یہیں جام شہادت نوش کیا،حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ارشد، بشارات مظہریہ،معمولات مظہریہ اور انفاس الاکابر کے مصنف حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ صاحبؒ اور حضرت شاہ بشارت اللہؒ خلیفہ ومجاز حضرت شاہ غلام علی کا مولد ومدفن ہونے کا شرف بھی اسی شہر کو حاصل ہے۔

یہی وہ شہر ہے جسے مفکر ملت حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامیؒ،مجاہد آزادی حضرت مولانا محمد سلامت اللہ بیگ صاحبؒ،مجاہد آزادی حضرت مولانا کلیم اللہ نوریؒ نے اپنی سیاسی بصیرت اور علمی لیاقت سے سیراب کیا ہے،یہ وہ اساطین علم ومعرفت

ہیں جن کے ذکر کے بغیر ضلع بہرائچ کی کوئی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی۔ اس سرزمین کو مدتوں مولانا شوکت علی، حضرت مولانا سید حمید الدین صاحب شیخ الحدیث جامعہ نور العلوم ومدرسہ عالیہ کلکتہ، صاحبِ مصباح اللغات علامہ عبد الحفیظ بلیاویؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا مفتی احرار الحق صاحبؒ فیض آبادی، حضرت مولانا حافظ محمد نعمان مہاجر مکیؒ، شہنشاہ تغزل میر تقی میرؔ، اور ادیب شہیر جناب سید مسعود حسن رضوی مرحوم کے قیام کا شرف حاصل رہا ہے، یہ سرزمین حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ، محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ، فخر المحدثین حضرت مولانا سید فخر الدین صاحبؒ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحبؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ، اور حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوریؒ مرکز تبلیغ دہلی وغیرہ کے قدموں سے سرخرو ہوچکی ہے۔

اس ضلع کو بجا طور پر فخر ہے کہ ملک کو انگریزوں کی طوق غلامی سے نجات دلانے میں دیگر باشندگان ہند کے ساتھ ہمارے شہر کے افراد نے بھی حصہ لیا اور ان میں حضرت مولانا سلامت اللہ بیگ صاحب صدر المدرسین جامعہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ، اور حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوری کارگزار مہتمم جامعہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے، جنھوں نے ملک کی آزادی میں سرگرم حصہ لیا، اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ان کے علاوہ بے شمار علماء کرام، صوفیائے عظام کی عملی کاوشوں

اور جد وجہد کی بدولت بہرائچ بغداد علم، غرناطہ تمدن اور شیراز ادب وتہذیب بن گیا تھا، لیکن ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے زوال کے بعد اس سرزمین بہرائچ کو ایسے پرآشوب اور تاریک دور سے گذرنا پڑا، جس کے باعث اس کی فضا پر جہالت اور گمراہی کی دبیز تاریکی چھا گئی، رشد وہدایت کا نور شرک وبدعت کی ظلمت میں مستور ہو گیا، خوشحالی اور ثروت کا سرمایہ افلاس وناداری کے سیلاب میں بہہ گیا، لیکن صلحاء، اتقیاء اور شہداء کے مقدس لہو کے قیمتی قطرات جو اس سرزمین میں پیوست ہو گئے تھے، وہ بے اثر نہیں رہ سکتے تھے، اللہ تعالیٰ کی غیرت حرکت میں آئی، اور اس کی توفیق کے بدولت مفکر ملت حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامیؒ نے جناب خواجہ خلیل احمد شاہ ودیگر معززین شہر کی تائید سے اپنے والد بزرگوار اور روحانی پیشوا عارف باللہ حضرت مولانا نور محمد صاحبؒ کی یاد میں دو طالب علموں حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیؒ، حضرت مولانا حافظ عزیز احمد صاحبؒ کے ذریعہ یکم ذیقعدہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۲۹/ مارچ ۱۹۳۱ء بروز اتوار شہر کی شاہی جامع مسجد کے صحن میں ''جامعہ عربیہ مسعودیہ نور العلوم'' کی بنیاد رکھی، اور اس کی تعمیر وترقی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا، خلوص وللّٰہیت کے پانی اور جگر کے لہو سے سینچا ہوا یہ ننھا سا پودا بہت جلد ایک تناور درخت بن گیا، جس کی شاخیں دور دراز علاقوں تک پہنچ گئیں۔

مولانا نامی کے بعد آپ کے تلمیذ خاص حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ نے اپنے شبانہ روز تگ ودو اور ہمہ تن جد وجہد اور مولانا نامی کے بھتیجے حضرت مولانا محمد افتخار الحق صاحب قاسمی نے اپنی بلند ہمتی، حلم وبردباری، اعلیٰ سوچ وفکر سے اس ادارہ کو بام عروج پر پہنچایا اور شہرت دوام بخشا۔

جامعہ نور العلوم کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ اس چمنستان علم وفن کی آبیاری کرنے والے ہمیشہ علم وفن کے امام، جبال علم علماء، اور نادرہ روزگار ہستیاں رہی ہیں، جنھوں نے رجال سازی اور افراد سازی کا بڑا ہی کامیاب کارنامہ انجام دیا ہے، چنانچہ ان معماروں کی

مساعیٔ جمیلہ کا اثر ہے کہ جامعہ نورالعلوم کا ملک کے نیک نام اور ممتاز اداروں میں شمار ہوتا ہے۔

جن علماء، اہل فن اور اہل معرفت کا اس ادارہ کی تعلیم وتربیت اور انتظام میں نمایا کردار رہا ہے، اور جنھوں نے اپنی گہری چھاپ چھوڑی ہے، ان میں خصوصیت سے بانی جامعہ حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامی قدس سرہٗ، شیخ الحدیث جامعہ حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ، صدر المدرسین جامعہ حضرت مولانا محمد سلامت اللہ بیگ صاحبؒ، کارگزار مہتمم جامعہ حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ، ناظم تعلیمات جامعہ حضرت مولانا حافظ محمد نعمان بیگ صاحبؒ مہاجر مکی، نائب صدر المدرسین جامعہ حضرت مولانا مفتی احرار الحق صاحب فیض آبادیؒ، مہتمم جامعہ حضرت مولانا محمد افتخار الحق صاحبؒ، متعلم اول اور قدیم ترین استاذ جامعہ حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیؒ، حضرت مولانا عابد علی صاحب نوریؒ، حضرت مولانا سمیع اللہ صاحب نوریؒ، حضرت مولانا غلام احمد صاحب نوریؒ، مولانا قاری عبد الوحید نوریؒ، جناب حافظ قاری فیروز عالم صاحبؒ، اور جناب الحاج حافظ محمد یاسین صاحب مرحوم ہیں، جن کی خدمات، قربانیوں، اور جدوجہد کا مختصر خاکہ اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ جامعہ کے مہتمم اول حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحبؒ، صاحبِ مصباح اللغات حضرت مولانا ابوالفضل عبد الحفیظ صاحب بلیاویؒ، جناب حافظ قاری عبد الخالق صاحبؒ، حضرت مولانا عبد الصمد صاحب گورکھپوریؒ، حضرت مولانا افضال الحق صاحب گوہر اعظمیؒ، حضرت مولانا سید احمد صاحب سیتاپوریؒ، حضرت مولانا عباس علی صاحبؒ بستی، حضرت مولانا نور محمد صاحبؒ بہرائچی، حضرت مولانا غلام مصطفٰے صاحبؒ، حضرت مولانا معصوم علی صاحبؒ سیتاپوری، حضرت مولانا عبد الغفور صاحبؒ، حضرت مولانا حکیم عبد الحمید صاحبؒ بلیاوی، جناب منشی بشیر احمد صاحبؒ ناظر دفتر، جناب حافظ شرف الدین صاحبؒ، جناب مولوی محمد سلیم صاحبؒ، جناب منشی محمد یونس صاحبؒ، استاذ محترم

حضرت مولانا محمد عظیم خاں صاحب قاسمی مدظلہ بڑیہاٹ، مولانا قاری نثار الحق صاحب ناظر پورہ، مولانا غوث محمد صاحب سنگاہی، مولانا مفتی صہیب احمد صاحب قاسمی پوریہ خورد، مولانا نیاز احمد صاحب قاسمی بلہری، جناب منشی بشیر احمد صاحب وغیرہ بھی اس چمنستانِ نور العلوم کی آبپاشی کر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی بلند شان کے اعتبار سے ان حضرات کو اجر عظیم مرحمت فرمائے، اوران کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے۔آمین

خدارحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بحمد اللہ آج بھی جامعہ ہذا میں اُن اصحاب علم ومعرفت کے جانشین حضرت الاستاذ مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی مہتمم جامعہ ہذا، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی ذکراللہ صاحب قاسمی صدرالمدرسین جامعہ ہذا، حضرت مولانا قاری زبیر احمد صاحب قاسمی ناظم تعلیمات جامعہ ہذا، حضرت مولانا مفتی اکرام الدین صاحب قاسمی، برادرِمکرم حضرت مولانا مفتی اشتیاق احمد صاحب قاسمی، برادرم حضرت مولانا محمد عنایت اللہ صاحب قاسمی، فیض المشکوٰۃ کے مؤلف عزیز مخلص حضرت مولانا مفتی حارث عبدالرحیم صاحب فاروقی، اور استاذ محترم حضرت حافظ قاری عبداللطیف صاحب مدظلہم وغیرہ کی شکلوں میں موجود ہیں، اوراپنے تبحر علمی اورعلوم وفنون کی مہارت اور دیرینہ تجربات سے تشنگانِ علم ومعرفت کی آسودگی کا سامان فراہم کررہے ہیں، اللہ پاک اس کو آبادرکھے، اور ہرطرح کے شرور وفتن سے محفوظ فرمائے۔آمین۔

امیر احمد قاسمی بن الحاج عبدالقدیر صاحب مرحوم

استاذ شعبہ عربی جامعہ عربیہ مسعودیہ نورالعلوم بہرائچ، یوپی

حمد پاک

حضرت مولانا نسیم احمد غازی مظاہری

تجھی سے ابتداء ہر چیز کی ہے منتہی تو ہے ۞ ازل سے تا ابد بے ابتداء وانتہا تو ہے
تو ہی اول، تو ہی آخر، تو ہی ظاہر تو ہی باطن ۞ تجھی کو حمد زیبا ہے کہ ہم سب کا خدا تو ہے
بقا تجھ کو، فنا مجھ کو، ثنا تری زباں میری ۞ میں فانی بے بقا ہوں، ذاتِ باقی لا فنا تو ہے
تری حمد وثنا سے عجز کا اقرار ہے سب کو ۞ ترے اوصاف بے پایاں، ازل سے ہے سدا تو ہے
تو واجب ہے، تری تعریف ممکن سے ہے ناممکن ۞ تو ہی رب العلی ہے عقل سے بھی ماورا تو ہے
چھپا ہے ساری خلقت سے مگر پھر بھی عیاں تو ہے ۞ سبھی سے ہے ملا تو اور ہر شے سے جدا تو ہے
تری توحید کے جلوے عیاں ہیں ذرہ ذرہ میں ۞ ہوا جو منکر ومشرک بجا اس سے خفا تو ہے
مجھے حیرت ہے تیرا کس طرح انکار کرتے ہیں ۞ جدھر دیکھو، جہاں دیکھو، وہیں جلوہ نما تو ہے
تری توحید کی صورت، خدایا نور آنکھوں کا ۞ مرے اس شیشۂ دل میں فقط جلوہ نما تو ہے

مجھے اوروں سے کیا مطلب، تجھی سے واسطہ مجھ کو
نسیمِ زار کے غم کی دوا اور مدعا تو ہے

۞ ۞ ۞

نعت نبوی ﷺ

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دار العلوم دیو بند

تو ہے وہ نقطۂ انوار فیضانِ خدا وندی
کہ جس سے نور ساماں ہے فضائے بزمِ امکانی

بنے اگلے نبی تجھ سے ہوئے پچھلے ولی تجھ سے
ترے ہی فیض سے ارزاں ہوئی شاہوں کی سلطانی

مقاماتِ عروجِ روح تم سے ہیں نہ تم ان سے
ہے سورج خود سے روزشن اور شعاعیں اس سے نورانی

زمینی طاقتوں کا منتہا ہے ایٹمی ذرہ
خدائی طاقتوں کا منتہا ہے ذاتِ نورانی

کمالاتِ نبوت ختم ہیں ذاتِ مقدس پر
نہ ہو ختمِ زمانی کیوں نہ پھر طغرائے پیشانی

براقِ برق پا تختِ رواں تھا ذاتِ اقدس کا
قدم کیا لیتا آکر منجمد تختِ سلیمانی

۞ ۞ ۞

ترانہ نورالعلوم

از مولانا شوکت علی قاسمیؔ، سیتاپوری

یہ مرکز رشد وہدایت ہر لمحہ یہاں ایمانی ہے
ہر صبح یہاں کی روشن ہے ہر شام یہاں نورانی ہے

یہ نورعلوم دین نبی قدرت کا حسیں شہ پارہ ہے ☆ ہر سمت اجالا ہے جس سے یہ ایسا چمکتا تارہ ہے
یہ علم حدیث وقرآن کا پرنور وحسین گہوارہ ہے ☆ باطل کی اندھیری راہوں میں منزل کے لئے مینارہ ہے

ہر طالب علم دین یہاں محوِ درسِ قرآنی ہے
ہر صبح یہاں کی روشن ہے ہر شام یہاں نورانی ہے

امدادؒ ورشیدؒ قاسمؒ کا فیضان یہاں سے جاری ہے ☆ محمودؒ وحسینؒ واشرفؒ کی فکروں کی یہاں تیاری ہے
انوار سے انور کے صدقے تعلیم یہاں معیاری ہے ☆ اللہ کے دین کامل کا فرمان یہاں سے جاری ہے

ہر لمحہ یہاں عرفانی ہے ہر سانس یہاں روحانی ہے
ہر صبح یہاں کی روشن ہے ہر شام یہاں نورانی ہے

مسعود کے سائے میں پل کر سرسبز ہوا شاداب ہوا ☆ محفوظؒ کی فکر مسلسل سے ذرہ تھا کبھی مہتاب ہوا
نعمانؒ کے جام الفت سے جی بھر کے کبھی سیراب ہوا ☆ اور جوش کلیم وسلامتؒ سے بسمل مثل سیماب ہوا

یہ خطۂ شہدا بہرائچ ہر ذرہ یہاں تابانی ہے
ہر صبح یہاں کی روشن ہے ہر شام یہاں نورانی ہے

ملتی ہے یہاں تعلیم وفا یہ جان سے ہم کو پیارا ہے ☆ یہ اپنے وطن کا گلدستہ دشمن کے لئے انگارا ہے
ہر طالب علم دیں کا یہاں پرجوش یہی اک نعرہ ہے ☆ ہم باشی ہندوستان کے ہیں یہ ہندوستان ہمارا ہے

جب وقت پڑا ہے اس کے لئے دی ہم نے ہر قربانی ہے
ہر صبح یہاں کی روشن ہے ہر شام یہاں نورانی ہے

بانیٔ جامعہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ

مفکر ملت حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامیؔ صاحب نور اللہ مرقدہ

شورش عندلیب نے روح چمن میں پھونک دی
ورنہ یہاں کلی کلی مست تھی، خواب ناز میں

مشرقی یوپی کا عظیم دینی، تربیتی ادارہ جامعہ مسعودیہ نور العلوم اور عصری تعلیم کا مرکز آزاد انٹر کالج کے بانی اور موسس، یو. پی گورنمنٹ کی وزارت تعلیم میں پارلیمنٹری سکریٹری، مفکر ملت حضرت الحاج مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؔ قدس سرہٗ صوبہ یو. پی ضلع بلیا کے تحصیل رسڑا میں ۲۰/دسمبر ۱۹۱۲ء کو ایک معزز علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

تعلیم اور اساتذہ: حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامیؔ نے ناظرہ قرآن پاک، اور ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت مولانا نور محمد صاحبؒ سے حاصل کی، پھر مزید تعلیم کے لئے مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ کے مدرسہ مفتاح العلوم میں داخلہ لیا، اور یہاں عربی فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، مدرسہ مفتاح العلوم میں آپ کے اساتذہ میں مولانا عبد اللطیف صاحب نعمانیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، پھر آپ کے والد بزرگوار نے برائے حصول تعلیم ۱۳۴۴ھ میں ام المدارس دار العلوم دیوبند بھیجا، حضرت مولاناؒ نے وہاں پانچ سال رہ کر مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں، اور ۱۳۴۸ھ میں دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی، دار العلوم دیوبند میں آپ کے اساتذہ کرام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب

حضرت مولانا اعزاز علی صاحب امروہویؒ، امام المنطق والفلسفہ حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ وغیرہ کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا نامیؒ نے دارالعلوم سے فراغت کے بعدالہ آباد بورڈ سے مولوی، عالم، فاضل کے امتحانات میں نمایاں اور امتیازی حیثیت سے کامیابی حاصل کی۔

اصلاحی تعلق اور خدمات: حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامی نے نجیب آباد ضلع بجنور کے ایک بزرگ حضرت مولانا نجیب اللہ شاہ صاحب سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کر رکھا تھا، اکثر وبیشتر رمضان اپنے شیخ کے پاس نجیب آباد میں ہی گذارتے تھے، لیکن کچھ نامساعد حالات کے باعث مولانا نامیؒ نے اپنے موجودہ شیخ سے بیعت فسخ کر لی، اور حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کے خلیفہ ومجاز حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کیا، اور پھر اخیر عمر تک ان ہی کے مسترشد رہے، حضرت حاجی صاحب کا قیام فیض آباد میں رہتا تھا، مولانا نامیؒ رمضان المبارک کا آخری عشرہ اکثر وبیشتر حضرت حاجی صاحب کے پاس گذارتے تھے، اور منازل سلوک طے کرتے تھے، اس طرح حضرت مولانا نامیؒ نے تکمیل سلوک اور اجازت بیعت کے بعد اپنے شیخ کی ظاہری وباطنی فیوض کو عام کرنے کے لئے شہر وضلع بہرائچ کے مضافات میں بہت سے لوگوں کے قلوب کی اصلاح فرمائی، اور ان کو اپنے سلوکی سلسلۃ الذہب میں جوڑ کر ان کی دنیا وآخرت کو آراستہ وپیراستہ فرماتے رہے، اسی لئے حضرت مولانا نامیؒ کے مریدین ومتعلقین کی ایک بڑی تعداد کپور پور، گجیا پور، سرجو پوروہ، عاقلپور، نرہر گونڈہ، خیرتیا، حمید پور وغیرہ میں موجود ہے۔

خدمات

قیام نور العلوم: حضرت مولانا نامیؒ کے والد بزرگوار حضرت مولانا

نور محمد صاحبؒ اپنے گیارہویں بار حج بیت اللہ کے لئے ۲۴؍ شوال المکرّم ۱۳۴۹ھ کو بہرائچ سے بذریعہ ریل روانہ ہوئے ٹرین میں سوار ہونے کے کچھ ہی دیر بعد آپ پر فالج کا اثر ہوا، اور گونڈہ پہنچتے پہنچتے وصال ہوگیا، وہاں سے آپ کی جسد خا کی بہرائچ واپس لائی گئی، جہاں آپ کے معتقدین، متوسلین کا جم غفیر تھا، مولوی باغ قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔

بعدہٗ شہر کی جامع مسجد میں ایصال ثواب کے لئے ایک بہت بڑا اجتماع ہوا جس میں مولانا مرحوم کے اوصاف حمیدہ، اور قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لوگوں کی توجہ حضرت کی یاد میں ایک دینی ادارہ کے قیام کی طرف مبذول کرائی گئی، جو آپ کے مشن کو نہ صرف باقی رکھے، بلکہ مزید استحکام عطا کرے، اور مسلمانوں کو ان کی صحیح حیثیت بتائے، اور آئندہ نسلوں کو دین وایمان اور صحیح عقیدہ پر قائم رہنے کا سامان مہیا کرے۔

چنانچہ اسی مجمع میں موجود شہر کی ایک موقر شخصیت جناب الحاج خواجہ خلیل احمد شاہ صاحب مرحوم نے ''قیام مدرسہ'' کی تجویز رکھی جس کی تائید دیگر خواجگان حضرات ومعززین شہر نے پرجوش طریقے پر کی۔

اس لئے حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامیؒ نے مخلصین ومعززین شہر کی تجویز اور اپنی دیرینہ آرزو وخواہش کے مطابق یکم ذیقعدہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۲۹؍ مارچ ۱۹۳۱ھ بروز اتوار جامع مسجد ہی کے صحن میں صرف دو طالب علموں حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیٰ محلّہ گدڑی، حضرت مولانا حافظ عزیز احمد صاحب محلّہ اکبر پورہ سے ''جامعہ مسعودیہ نور العلوم'' کی بنیاد رکھی، اور علم وعرفان کا ایک چراغ روشن کیا۔

مفکر ملت حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ نے جامعہ نور العلوم کی بنیاد ایسے وقت میں رکھی جب کہ ہر چہار جانب ظلمت وتاریکی چھائی ہوئی تھی، علم سے لوگ

کوسوں دور تھے، دینی علوم اور اسلامی کردار کا کوئی اثر باقی نہیں رہ گیا تھا،لیکن حضرت مولانا نامیؒ کے دست مبارک سے لگائے ہوئے اس حسین وجمیل چمنستان علم وعمل کی گل ریز ہواؤں سے شرک وبدعات کی بادِسموم کافور ہوگئیں،علمی وروحانی فضا میں تروتازگی آگئی، قال اللہ وقال الرسول کے نغمے اور زمزمے کانوں میں رس گھولنے لگے۔

چنانچہ حضرت مولانا نامیؒ نے اس ادارہ کی تعمیر وترقی کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا،اور اس میں ہمہ تن لگ گئے،اور اپنے خونِ جگر سے اس کی آبیاری کرکے اس کو بام عروج تک پہنچایا،عمدہ تعلیم وتربیت کی وجہ سے طلبہ کی تعداد تیزی سے بڑھی اور مدرسہ کے لئے مستقل عمارت کی ضرورت محسوس ہوئی،تو لوگوں کے مشورے سے جامع مسجد سے متصل راجہ نانپارہ کی ''لیا محل'' نامی عمارت جو خالی پڑی تھی،عالیجناب سعادت علی خاں راجہ نانپارہ سے حاصل کرکے مدرسہ جامع مسجد سے اسی عمارت میں منتقل کردیا گیا۔

حضرت مولانا نامیؒ نے تعلیم کے ساتھ مدرسہ میں صنعت وحرفت کا شعبہ بھی قائم کیا،تاکہ طالبان علوم نبوت فراغت کے بعد قوم پر بار بنے بغیر کسب حلال کے ذریعہ خود کفیل ہوسکیں،اس سلسلے میں جوتا سازی، پارچہ بافی،کارپنٹری،جلد سازی کا کام شروع کرایا،آخری دونوں کام سال ڈیڑھ سال میں بند ہوگئے،لیکن جوتا سازی کا شعبہ کافی دنوں تک جاری رہا،اور بہت سے طلبہ نے فائدہ اٹھایا۔

اسی طرح مولانا نامیؒ نے جامعہ کا الحاق عربی فارسی بورڈ سے کرایا جس کے امتحانات میں طلبہ شریک ہوتے اور امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوتے، اور جامعہ کو گورنمنٹ سے ایڈ بھی ملتی تھی۔(۳۳/سالہ معاینوں کا مجموعہ/۴)

قیام آزاد انٹر کالج: حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ نے ملک کی آزادی کے وقت فوری طور پر علوم عصریہ کی ترویج واشاعت کے لئے ''مولانا

آزادنورالعلوم ہائی اسکول'' کے نام محلّہ قاسم پورہ شہر بہرائچ میں ایک کالج کی بنیاد رکھی، جو فی الحال ''آزاد انٹر کالج'' کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ (مختصر تعارف، خدمات، منصوبے۹۴-۱۹۹۳ء/۱۴)

تحریک قرآن فھمی: حضرت مولانا نامیؒ نے اس وقت کے مسلمانوں کی شرح ناخواندگی سے متاثر ہوکر قرآن فہمی اور قرآنی تعلیم کو عام کرنے کے لئے ''رحمانی قاعدہ عربی'' اردو ''معلّم القرآن'' مفتاح القرآن کے پانچ حصے مختصر نحوی صرفی قواعد پر مشتمل ترتیب دیا، تاکہ اس کے ذریعہ مسلم بچوں میں آسان طریقہ پر کم وقت میں قرآن فہمی اور ترجمہ قرآن کی استعداد وصلاحیت پیدا ہوجائے۔

پھرحضرت مولانا نامیؒ نے مذکورہ نصاب طبع کرایا، اورضلع بہرائچ ودیگر اضلاع میں کوشش کرکے اس نصاب کو جاری کرایا، اس کے لئے آپ نے دوسرے صوبوں کا بھی دورہ کیا، بحمد للہ اس کے بہت اچھے نتائج مرتب ہوئے، اوراس وقت مفتاح القرآن کے پانچوں حصے رحمانی قاعدہ عربی، اردو بہت سے مدارس مکاتب اور کالجوں میں داخل نصاب ہیں۔

عھدے اور مناصب: حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامیؒ جون ۱۹۴۷ء سے اکتوبر ۱۹۵۷ء تک ۱۰ رسال جامعہ نورالعلوم کی موقر مجلس شوریٰ کے صدر رہے، اور ستمبر ۱۹۴۵ء تا فروری ۱۹۴۶ء عہدہ اہتمام پر فائز رہے، جب کہ از ابتداء تا ۱۳۵۳ھ اور شوال ۱۳۶۰ھ تا ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ تقریباً ۱۲ رسال منصب صدارتِ تدریس، اور ابتداء تا فروری ۱۹۴۶ء تقریباً ۱۵ رسال ناظم تعلیمات کے عہدے پر متمکن رہے۔ (مختصر تعارف، خدمات، منصوبے۹۴-۱۹۹۳ء/ ۸، ۹)

حضرت مولانا نامیؒ نے ۱۹۴۶ء میں جمعیۃ علماء کے اشتراک سے کانگریس کے ٹکٹ پر پارلیمنٹری بورڈ سے الیکشن میں حصہ لیا، مقابلہ میں مسلم لیگ کے امیدوار مسٹر ظہیر

الدین فاروقی ایڈوکیٹ صاحب تھے، باوجود مسلم لیگ کی لہر کے حضرت مولانا زبردست ووٹوں سے کامیاب ہوئے، جس کے نتیجے میں یوپی گورنمنٹ نے وزارت تعلیم میں پارلیمنٹری سکریٹری کے عہدے پر فائز کیا لیکن ٹرم کے درمیان میں ٹھاکر حکم سنگھ وزیر یوپی کی ریشہ دوانیوں کے باعث حضرت مولانا نامی سے پارلیمنٹری سکریٹری کا عہدہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر سمپورنا نند جی نے واپس لے لیا، اور پھر اسمبلی کی ممبری کی مدت پوری ہونے کے بعد دوبارہ اسمبلی نہیں گئے۔

حضرت مولانا نامیؒ نے ایک حج والد مرحوم کے وصال کے چار یا پانچ سال بعد کیا اور دوسرا حج مع اہل وعیال ۱۹۵۰ء میں کیا۔

حضرت نامیؒ کے مخصوص تلامذہ اور تربیت

یافتہ: جامعہ نور العلوم کے سب سے پہلے طالب علم اور نور العلوم کے قدیم ترین استاذ حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیٰ، جامعہ کے سابق ناظم تعلیمات حضرت مولانا حافظ محمد نعمان بیگ صاحبؒ، جامعہ کے سابق اساتذہ حضرت مولانا عابد علی صاحب، حضرت مولانا محمد سمیع اللہ صاحب، حضرت مولانا غلام احمد صاحب نوری کے علاوہ مولانا حافظ عزیز احمد صاحب، مولانا محمد عرفان بیگ صاحب نوری، مولانا جنید احمد صاحب بنارسی، مولانا عبد الباری صاحب نوری، مولانا حکیم ابوالبرکات صاحب کلکتہ، مولانا محمد محبّ الرحمٰن صاحب رسڑا بلیا، مولانا عبد الرزاق صاحب سونی پت پنجاب، مولانا حافظ صفی اللہ صاحب گونڈوی، مولانا ممتاز احمد صاحب بارہ بنکوی، مولانا عبد اللطیف صاحب گدڑی مولانا عبد الحمید صاحب دتلو پور گونڈہ، مولانا عبد التواب صاحب دتلو پور گونڈہ، مولانا محمد عمر صاحب نوری کشن گاؤں، مولانا عبد المجید صاحب نانپارہ، مولانا راحت علی خاں صاحب نانپارہ، مولانا شبیر احمد صاحب در بھنگا آپ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں،

جو جامعہ نور العلوم سے آپ کے دور میں سندِ فراغت حاصل کر کے ''نوریؔ'' سلسلۃ الذہب میں شامل ہوئے ہیں۔

ان کے علاوہ آپ کے معتمد، چہیتے، تلمیذ خاص، جامعہ کے سابق کارگذار مہتمم حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؔ نے آپ سے بھرپور اکتساب فیض کیا، سفر وحضر میں برابر آپ کے ساتھ رہے، اور ہر ممکن آپ کے پروگراموں، تحریکوں کو کامیاب بنایا۔

نیز آپ کے فیض یافتگان میں جامعہ نور العلوم کے موجودہ صدر المدرسین حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب قاسمیؔ، اور تلامذہ میں مولانا ولی الرحمٰن نوریؔ، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مرحوم بھنگا، وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا نامیؒ صرف پڑھاتے ہی نہیں تھے بلکہ علوم وفنون پلاتے تھے، اور اپنے تلامذہ پر ایسی گہری چھاپ چھوڑتے تھے جو بعد میں نمایاں رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی خصوصیات کا حامل بنایا تھا۔

نکاح: حضرت مولانا نامیؒ نے تین نکاح کئے، پہلا نکاح خاندان ہی میں کیا، جن سے دو صاحبزادیاں، اور ایک صاحبزادے تھے، صاحبزادے کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا، اور دونوں صاحبزادیوں میں سے ایک حیات ہیں۔

دوسرا نکاح بنارس کے ماسٹر عبد الرحیم صاحب کی صاحبزادی سے ہوا، ان سے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئی، اور صاحبزادی کا نکاح کلکتہ میں جامعہ نور العلوم کی شوریٰ کے رکن حضرت مولانا حکیم محمد عرفان صاحب الحسینی کے ہمراہ ہوا۔

اور تیسرا نکاح حضرت مولانا نامیؒ نے ترجمہ قرآن کریم کے نصاب کو عورتوں میں رائج کرنے کی غرض سے ایک گریجوٹ خاتون جو خیرآباد ضلع سیتاپور کی تھیں ان سے کیا تھا، مگر وہ مولانا نامی کا ساتھ دینے پر تیار نہیں ہوئیں جس کی وجہ سے نکاح طلاق پر منتج ہو گیا۔

اولاد: حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامی صاحبؒ کی اولاد میں چار صاحبزادے (۱) مولانا ولی الرحمٰن نوریؔ صاحب، (۲) جناب رضی الرحمٰن صاحب، (۳) جناب مولانا ڈاکٹر تقی الرحمٰن صاحب رکن مجلس شوریٰ جامعہ نور العلوم (۴) جناب عزیز الرحمٰن صاحب فارمیسیٹ اور تین صاحبزادیاں بشریٰ خاتون، شکریٰ خاتون، حسنیٰ خاتون ہیں۔

حضرت نامیؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا ولی الرحمٰن صاحب نوریؔ یکم دسمبر ۱۹۴۴ء کو محلّہ ناظر پورہ میں پیدا ہوئے، اور ۱۶؍رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۳؍دسمبر ۲۰۰۰ء کو بعمر ۵۶؍سال ۱۲؍یوم انتقال فرما گئے، موصوف ۱۹۶۹ء سے جامعہ نور العلوم کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے، اور ۱۹۷۶ء سے تادمِ آخر تقریباً ۲۴؍سال جامعہ کی موقر مجلس شوریٰ کے نائب صدر رہے، بقیہ صاحبزادگان سرکاری ملازمت میں ہیں۔

اور آپ کے پوتوں میں سے مولانا سعید الرحمٰن صاحب قاسمیؔ ابن مولانا ولی الرحمٰن نوریؔ جامعہ نور العلوم میں بحیثیت ناظم کتب خانہ ونگراں لائبریری خدمت انجام دے رہے ہیں۔

وصال اور آخری آرامگاہ: حضرت مولانا نامیؒ نے مسلمانوں میں قرآن فہمی پیدا کرنے کے لئے بہت غور وخوض کے بعد ایک مختصر نصاب ترجمہ قرآن پاک کا ترتیب دیا تھا، اس کو رائج کرنے اور نافذ کرانے کے لئے متعدد اضلاع کا دورہ کرتے ہوئے، ۱۹۵۷ء میں بہار تشریف لے گئے تھے، وہیں ضلع کشن گنج کے ایک جلسہ میں بہت پرجوش تقریر فرمائی، تقریر کے بعد فوراً آپ پر فالج کا اٹیک ہوا، شہری علاقہ سے دوری کے سبب وہاں کوئی معقول علاج نہیں ہوسکا، اس لئے اسی تکلیف کی حالت میں تین دن کے بعد گھر بہرائچ تشریف لائے، اور یہاں عمدہ طریقہ پر کہنہ مشق حکما سے علاج شروع ہوا، اور تیزی کے ساتھ افاقہ ہوا، اور اللہ نے دو تین ماہ میں کھڑا کردیا، اس کے بعد پھر دوبارہ

دورہ پڑا جس کے نتیجہ میں آپ سات سال تک مفلوج اور صاحبِ فراش رہے۔

اور بالآخر ۱۷ر نومبر ۱۹۶۳ء نماز عشا پڑھنے کے بعد اچانک بعمر ۵۰ر سال ۱۱ر ماہ ۲۷ر یوم اپنے حصہ کی خدمات انجام دے کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، "انا لله وانا الیه راجعون"۔

ہزاروں سال نرگس، اپنی بے نوری پے روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے، چمن میں دیدہ ور پیدا

پھر ہزاروں سوگواروں کے درمیان شہر کے مشہور قبرستان "مولوی باغ" میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ ومجاز، متعدد کتابوں کے مصنف حضرت شاہ نعیم اللہ صاحبؒ کے قریب اور اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔

اللہ پاک آپ کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے، قبر کو جنت کا باغ بنائے، اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
غنچۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے



باعث تکوین عالم، سید پیغمبراں ﷺ

حضرت مولانا محمد محفوظ الرحمٰن صاحب نامی بانی جامعہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ

باعث تکوین عالم سید پیغمبراں
منبع انوار مہر تابِ بستان جہاں
شان میں جن کے نزولِ طٰہٰ ویٰسین ہے
وصف جن کی کررہا ہے خالقِ کون ومکاں
کفر کی تاریکیوں کو دور کرنے کے لئے
آفتابِ رشد بن کر جو ہوئے جلوہ کناں
عشق میں جن کے فنا ہونا کمالِ زیست ہے
جن کے شیداؤں کو ملتی ہے حیاتِ جاوداں
مسکنت میں جن کی مضمر ہے جلالِ خسروی
کانپ اٹھے جن کی سطوت سے سلاطین جہاں
چار سو سکہ جما ہے جن کے نامِ پاک کا
روم وفارس، چین وتبت شام تا ہندوستاں
جن کے صدقے میں ہوئی مخلوق، ساری کائنات
چاند سورج، لوح وکرسی، یہ زمین وآسماں
افضلیت جن کو ہے کل پر خدا کے ماسوا
نعت جن کی کرنہیں سکتی ہے انساں کی زباں

مثالی شخصیت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حمید الدین صاحب نور اللہ مرقدہٗ

خدایا د آئے جنہیں دیکھ کر وہ نور کے پتلے
نبوت کے یہ وارث ہیں، یہی ہیں ظلِ رحمانی

امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے معتمد، ازہر ہند دار العلوم دیوبند کے شیخ التفسیر، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے محدث کبیر، اور مشرقی یو. پی کی مشہور دینی وتربیتی درسگاہ جامعہ مسعودیہ نور العلوم کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث ''حضرت الحاج مولانا سید حمید الدین صاحبؒ'' ۱۹۱۰ء کو ضلع فیض آباد کے مشہور مردم خیز قصبہ ہنسور کے ایک علمی خانوادہ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: حضرت مولانا موصوف نے وطن مالوف میں ہی مشہور استاذِ حفظ جناب حافظ نور محمد صاحب سے قرآن کریم کی تکمیل کی، بعدہٗ مدرسہ اشاعت العلوم ہنسور ہی میں جناب مولانا حکیم عبد الرحمٰن خانصاحب سمور خانپور سے فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا، لیکن ابھی تعلیم مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو دار العلوم دیوبند چھوڑ کر جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات جانا پڑا، استاذ محترم کے ساتھ حضرت مولانا نے بھی مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل جا کر ۱۳۴۷ھ میں دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کی، اور جامعہ

تعلیم الدین ڈابھیل سے ہی سندِ فراغت حاصل کی۔

مولانا مفتی احمد خانپوری کی تحریر کے مطابق اس سال حضرت علامہ علیل ہو کر تبدیلیٔ آب وہوا کے لئے دیوبند تشریف لے گئے تھے، جس کی وجہ سے درمیانِ سال میں حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ نے بخاری شریف کا درس دیا، اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کے پاس مستقل مسلم شریف کا سبق تھا، اور حضرت شاہ صاحب کی علالت کے سبب ترمذی شریف بھی حضرت علامہ عثمانیؒ سے متعلق کر دی گئی تھی، حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ کے دورہ حدیث شریف میں ۵۹ ساتھی تھے حضرت مولانا اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہوئے، اور اپنی جماعت میں پانچویں پوزیشن حاصل کی۔ (مستفاد مکتوب مولانا مفتی احمد جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل بحوالہ مشاہدات وتاثرات صفحہ ۲۵)

تدریسی خدمات: حضرت مولانا نے فراغت کے بعد اپنے مادر علمی مدرسہ اشاعت العلوم ہنسور سے اپنے تدریسی سفر کا آغاز کیا، پھر پیر جھنڈا کلاں سندھ کے ایک عربی مدرسہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے، لیکن وہاں کی آب وہوا راس نہ آنے کی وجہ سے زیادہ دن قیام نہ رہ سکا۔ (مشاہدات وتاثرات صفحہ ۲۶)

پھر جامعہ مسعودیہ نور العلوم کے بانی حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ کی درخواست پر شوال ۱۳۵۳ھ میں بحیثیت ''صدر المدرسین اور شیخ الحدیث'' جامعہ نور العلوم تشریف لے آئے، اور ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ تک تقریباً سات سال طلبۂ نور العلوم کو اپنے علم سے سیراب فرماتے رہے۔ (جامعہ نور العلوم کا مختصر تعارف خدمات اور منصوبے ۹۴/۱۹۹۳ء/۹)

پھر مولانا رابع صاحب ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء کی تحریر کے مطابق حضرت مولانا کا ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء میں بحیثیت محدث، دار العلوم ندوۃ العلماء میں تقرر ہوا،

اور حضرت مولانا نے کتب صحاح خصوصاً جامع ترمذی تین سال تدریس فرمائی، اس طرح حضرت مولانا کا تعلق ۱۹۴۵ء تک دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے رہا۔ (مکتوب مولانا محمد رابع حسنی ندوی بحوالہ مشاہدات وتاثرات صفحہ ۳۶)

پھر آپ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ مطابق فروری ۱۹۴۶ء کو اپنے مرشد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے حکم پر ندوۃ العلماء سے دوبارہ جامعہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ تشریف لے آئے، اور ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۹ء تقریباً ۴ رسال طلبہ نور العلوم کو اپنے چشمہ علم سے سیراب کرتے رہے، اور اس دوران آپ جامعہ نور العلوم کے ناظم تعلیمات کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ (جامعہ نور العلوم کا مختصر تعارف خدمات اور منصوبے صفحہ ۹)

اس کے علاوہ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر آپ کا تقرر ہوا، اور مستقل مدرسہ عالیہ کلکتہ میں مقیم ہوگئے، پھر کچھ عرصہ کے لئے دار العلوم دیوبند میں شیخ التفسیر کے لئے آپ کا انتخاب ہوا، لیکن مدرسہ عالیہ کلکتہ کے ذمہ داران کے اصرار پر آپ پھر کلکتہ ہی تشریف لے گئے، اور اخیر عمر تک مدرسہ عالیہ کلکتہ سے ہی وابستہ رہے۔

حضرت مولانا کے اوصاف حمیدہ
کمالات آپ کے مخصوص تلامذہ کے ذریعہ

(۱) جامعہ مسعودیہ نور العلوم کے سابق مہتمم حضرت مولانا محمد افتخار الحق صاحبؒ کی تحریر بعنوان ''تابندہ نقوش'' کا اختصار پیش ہے۔

حضرت موصوف یہاں شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لائے تھے، آپ کی وجہ سے مدرسہ کی ترقی میں چار چاند لگ گئے، کئی سال تک آپ نے دورہ حدیث یہاں

پڑھایا، درمیان درمیان دورہ حدیث کے طلبہ نہ رہے تو بھی اونچی اونچی کتابیں آپ پڑھاتے رہے۔

حضرت موصوف انتہائی حسین ہونے کے ساتھ ایسے ولی اللہ تھے کہ چہرے سے نور کی کرنیں نکلتی محسوس ہوتی تھیں۔

حضرت مولانا موصوف کا علم میرے اندازے کے مطابق علم لدنی تھا، آپ کی گفتگو انتہائی عالمانہ اور سنجیدگی کی ہوتی تھی، کبھی بھی میں نے آپ کو کھل کھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، بس زیادہ سے زیادہ اتنا کہ دانت ظاہر ہوگئے، اس سے زیادہ نہیں، آپ کسی بچے پر غصہ ہوئے تو بھی اعتدال اور سنجیدگی میں رہے، تقریر نہایت شستہ اور مختصر، مگر نہایت عام فہم، سلیس اور پر مغز و دلنشیں فرماتے تھے، بہرائچ کا ایک بہت بڑا طبقہ آپ کا بے حد گرویدہ تھا۔

میرا تعلق حضرت مولانا موصوفؒ سے آخر کے دو سال میں رہا، پہلے سال جلالین، ہدایہ اولین، نور الانوار، آپ کے پاس تھی، آپ نے کبھی کتاب اپنے سامنے رکھ کر نہیں پڑھائی، بلکہ اکثر میں ہی درس کی عبارت پڑھتا، اور آپ صرف ایک بار نہایت نپا تلا مطلب خیز اس کا مفہوم کہہ دیتے، اور وہ بالکل ذہن نشین ہو جاتا تھا، ترجمہ نہ کراتے تھے، نہ اس کی ضرورت ہی محسوس ہوتی تھی، اور دوسرے سال بیضاوی شریف، مشکوٰۃ شریف، آپ کے پاس رہی، اس کی تعلیم بھی مذکورہ طرز پر آپ نے دی، بیضاوی شریف جیسی ادق و کٹھن تفسیر بھی پڑھاتے وقت آپ نے کتاب اپنے سامنے نہیں رکھی، بلکہ عبارت خوانی کے بعد اس کا مفہوم، ضروری تحقیقات اس طرح بیان فرما دیتے کہ پوری بات بخوبی ذہن نشین ہو جایا کرتی تھی۔

دوران تعلیم حضرت استاذ مکرم کی شفقت اور توجہ مجھ ناکارہ پر بہت رہی اسی

دوران ایک مرتبہ میں معاشی بحران سے دوچار ہوا، چنانچہ تحریری طور پر میں نے اپنی پریشانی سے آپ کو مطلع کیا، تو آپ نے انتہائی خفیہ طور پر مجھے ۲۵ روپئے عنایت فرمائے، ضرورت پوری ہونے اور یُسر ہونے پر میں نے وہ روپئے جو قرض کے طور پر تھے واپس کرنے چاہے تو بڑی محبت سے انکار فرمایا اور میرے اصرار پر خشمگیں ہو کر فرمایا، کہ ''میں بڑا ہوں یا تم''، روحانی وقلبی اور تعلیمی احسان کے ساتھ ساتھ میرے ساتھ یہ احسان بھی حضرت کا شاید خصوصی تھا۔

میں جب دورہ حدیث کے لئے آپ کے مشورے سے دیوبند جانے لگا تو آپ نے میرے حق میں خصوصیت سے ایک خط حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ کو لکھ کر دیا، اور آٹھ آنے پیسے مجھے دیئے کہ اس کا پان لکھنؤ سے خرید کر لیتا جاؤں اور ان کو حضرت موصوف کو پیش کردوں، چنانچہ حکم کے مطابق ۸؍آنے کا نو ڈھولی پان خرید کر حضرت علامہؒ کی خدمت میں پیش کیا، جس سے حضرت بے حد مسرور ہوئے، اور خط کی وجہ سے مجھ پر بے حد شفقت ومہربانی فرمائی۔

حضرت مولانا موصوف کے مدرسہ سے چلے جانے کے بعد بھی آپ کا تعلق مدرسہ سے برابر قائم رہا، اور تادمِ زیست مدرسہ کے سرپرست رہے، اور مدرسہ کے امور میں دلچسپی لیتے رہے، اور ہم لوگوں کی سرپرستی ورہنمائی فرماتے رہے۔ (ماخوذ تابندہ نقوش بحوالہ مشاہدات وتاثرات ص ۱۱۷ تا ۱۲۲)

(۲) جامعہ مسعودیہ نورالعلوم کے نائب مہتمم ومجاہدِ آزادی حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوری الحسینیؒ کی تحریر بعنوان ''حضرت مولانا سید حمید الدین صاحب علیہ الرحمہ ایک جامع الکمالات شخصیت''، کا اقتباس درج ذیل ہے۔

حضرت مولانا استاذی قدس سرہٗ العزیز جس وقت بہرائچ تشریف لائے تھے،

اسی سال میری نورالایضاح شروع ہوئی تھی، پوری جماعت میں میں ہی کم عمر تھا، فہم وسمجھ بھی کم تھی، لیکن حضرتؒ اس طرح سے پڑھاتے تھے، کہ اپنی کم عمری اور نافہمی کے باوجود نورالایضاح کے بعض جملے اور مسائل مجھے اب تک ویسے ہی یاد ہیں، اور مسائل فہمی کا طریقہ بھی سمجھاتے تھے۔

حضرت مولاناؒ کبھی کتاب سامنے رکھ کرنہیں پڑھاتے تھے، چاہے وہ کتاب کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، اور طلبہ کو کبھی مارتے بھی نہیں تھے، الا ماشاءاللہ جب کوئی جماعت سبق یادنہیں کرتی تھی، تو آپ خاموش ہوجاتے تھے، اور فرماتے تھے، کہ بس جائیے، جب آپ کو یاد ہی نہیں کرنا ہے، تو پڑھ کر کیا کریں گے، طلبہ غصہ دیکھ کر اٹھ جاتے تھے، مگر چند منٹ کے بعد پھر پہنچ جاتے تھے، تو حضرت والا فرماتے تھے کہ اچھا پڑھئے بس فوراً ہی کوئی نہ کوئی پڑھنا شروع کردیتا تھا، حضرت پورے انبساط اور انشراح کے ساتھ پڑھانا شروع کردیتے تھے۔

حضرتؒ طلبہ کو عملی نمونہ پیش کرکے اخلاقیات کی تعلیم دیا کرتے تھے، مثلاً جب اندر سے باہر تشریف لاتے تھے، تو فوراً سلام کرتے تھے، طلبہ منتظر رہتے تھے کہ پہلے ہم سلام کریں لیکن حضرت والا مسابقت کرجاتے تھے۔

لباس ہمیشہ کرتا، پائجامہ اور بائیں کاندھے پر بڑا سا رومال رکھتے تھے، میں نے کبھی بہرائچ میں لنگی پہنتے نہیں دیکھا اور جب کلکتہ تشریف لے گئے تو آپ بلا تکلف تہبند پہنے ہوئے بازار تشریف لیجاتے تھے، اور ضروریات زندگی کی خریداری فرمایا کرتے تھے، میں نے صاحبزادے محترم مولانا سید رشید الدین صاحبؒ سے معلوم کیا، کہ یہ کیا بات ہے؟ تو فرمایا کہ یہاں کے علماء لنگی پہننے کو معیوب سمجھتے تھے، اس لئے والد صاحب نے تہبند پہننا شروع کردیا، اور مدرسہ عالیہ میں بھی تہبند پہن کر جانے لگے، اور یہ مدرسہ عالیہ کے اساتذہ کہتے ہیں کہ مولانا

آپ نے اس سادگی سے ہم لوگوں کو راحت بخشی، اس لئے کہ مدرسہ عالیہ کے اساتذہ یہاں کے قانونی لباس شیروانی اور پائجامہ میں ہمیشہ ملبوس رہتے تھے چاہے موسم گرم ہو یا سرد۔

کھانے میں سنت پر عمل کا ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے۔

حضرتؒ جب بہرائچ تشریف لائے تو مہتمم اول حضرت مولانا احسان الحق صاحبؒ کے ساتھ ان کے مکان پر رہنے لگے، حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ کھانا بھی تناول فرماتے تھے، ضلع بارہ بنکی کا ایک طالب علم بھی حضرت مہتمم صاحب کے یہاں رہتا تھا، اور کھانا بھی ساتھ کھاتا تھا، کھانا کھانے کے بعد حضرتؒ طشتری خوب چاٹتے تھے، وہ طالب علم راوی ہے کہ میری طشتری بھی صاف کر دیتے تھے، مجھ سے کہنے لگا، کہ روز طشتری حضرت صدرؒ صاحب کے سامنے بڑھا دیتا تھا، مجھ سے جب ذکر کیا تو میں نے کہا بیوقوف! تجھے اتنا بھی معلوم نہیں کہ طشتری صاف کرنا سنت ہے، اس کے بعد وہ خود ہی طشتری چاٹ کر صاف کر دیتا تھا، اور بہت نادم اور شرمندہ تھا۔

میں حضرتؒ کے سامنے دو مرتبہ سنگین طور پر بیمار ہوا میں نے دیکھا کہ ہر مرتبہ حضرت مولانا حکیموں کو بلانے کے لئے خود تشریف لیجاتے تھے، اور اکثر مصارف بھی برداشت کرتے تھے، اور یہ شفقت عام تھی، اپنے غریب شاگردوں کی مالی اعانت کرتے تھے، بعض کی تو کلکتہ تشریف لے جانے کے بعد بھی ہمیشہ اعانت فرمایا کرتے تھے، اور زبان سے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ میں فلاں کی اعانت کرتا ہوں، بلکہ طالب علموں نے خود ہی یہ بات بتلائی ہے۔

آپ تقریر ہمیشہ حدیث شریف سے کیا کرتے تھے، کیوں کہ یہ علاقہ سخت بدعت زدہ تھا، لیکن حضرت کی تشریف آوری کے بعد سے عوام متأثر ہو ہو کر مدرسہ کی طرف رجوع ہوا کرتی تھی، آپ کی تقریر عالمانہ، اور بڑی فاضلانہ ہوا کرتی تھی، جس کا اثر عوام الناس پر

رفتہ رفتہ بہت پڑا چنانچہ شہر و دیہات کی کایہ پلٹ گئی لوگ تو صرف آپ کی فرشتہ صورت اور سیرت دیکھ کر ہی گرویدہ ہوجایا کرتے تھے، اور جس طرف بھی آپ نکل جاتے تھے تو لوگ یہ چاہا کرتے تھے کہ چند منٹ میرے مکان یا دوکان پر بیٹھ جاتے تو برکت ہوجاتی، اگر کوئی مہمان آجاتا تو اس کی ایسی پذیرائی فرماتے تھے کہ وہ متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔

سیاسی جدوجھد: ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۶ء تک کا دور سیاسی اعتبار سے جمعیۃ علماء ہند سے وابستہ مسلمانوں کے لئے بہت صبر آزما اور بھیانک تھا، جیسا کہ تاریخ داں حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے، حضرت مولانا ایسے وقت میں نہایت جرأت مندی اور ہمت سے کام لے کر مسلک ولی اللہی کو عام کررہے تھے، مسلم لیگیوں کے مقابلے میں ان کے جملہ حملوں کا دفاع قرآن وحدیث سے فرماتے تھے، جب جمعیۃ علماء ہند کے اشتراک سے کانگریس نے مسلم پارلیمنٹری بورڈ بنایا تو آپ ضلع کے صدر منتخب ہوئے تھے، حضرت مولانا محفوظ الرحمان صاحب نامیؒ پارلیمنٹری بورڈ کی طرف سے الیکشن میں کھڑے ہوئے تھے، وہ وقت تھا کہ مسلمان صرف مسلمان کو ووٹ دیتے تھے، اور ہندو صرف ہندو کو حلقہ بہت بڑا تھا، مگر آپ کی اور آپ کے تمام ساتھیوں کی انتھک کوششیں ایسی تھیں کہ مولانا نامی مسلم لیگ کے مقابلے میں صرف تنہا کامیاب ہوئے تحریری اور تقریری دونوں مقابلے کئے جاتے تھے، مسلم لیگ کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا تھا جس میں مسلم ووٹروں کو بھڑکانے کے لئے سرخی لگائی گئی تھی ''مولانا محفوظ الرحمان وہابی ہیں'' اس کا جواب بذریعہ اشتہار دیا گیا کہ ''بیرسٹر صاحب شرابی ہیں'' اس کے نیچے مضامین ایک ایک سطری ایسے تھے، کہ لوگ دیکھ کر شرابی یاد رکھتے تھے، وہابی بھول جاتے تھے، حضرت مولانا نے ہر میدان میں ایسی جدوجہد فرمائی اور اپنے شاگردوں پر ایسی چھاپ ڈالی جس کا اثر آج تک محسوس کیا جارہا ہے، آزادی کے بعد ملک کے چاروں طرف فساد کا سلسلہ شروع ہوگیا ایسے وقت میں حضرت مولانا نے

وفد کے ساتھ کئی ضلعوں کا دورہ کیا اور ریلیف کا انتظام کیا اور مظلوموں کی بھرپور مدد کی۔ (ماخوذ حضرت مولانا حمید الدین صاحب ایک جامع الکمالات شخصیت بحوالہ مشاہدات وتأثرات ص۱۲۳تا۱۲۷)

دیگر اہم شخصیات نے بھی آپ کے علم وفضل تقویٰ وطہارت کو سراہا ہے۔

تلامذہ کے علاوہ دیگر اہم شخصیات نے بھی حضرت مولانا کے علم وفضل، تقوی وطہارت، اخلاق وتبحر علمی کو سراہا ہے، چنانچہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دار العلوم دیوبند رقمطراز ہیں کہ ''حضرت مولانا حمید الدین صاحب فاضل دیوبند، قوی الاستعداد، صاحبِ علم وفضل اور صاحبِ تقوی بزرگ ہیں، اور دار العلوم کے ان فضلاء میں سے ہیں کہ جن پر دار العلوم بجا طور پر ناز کرسکتا ہے''۔(مشاہدات وتاثرات۱۰)

(۲) فخر ملت حضرت مولانا فخر الدین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا حمید الدین صاحب فیض آبادی کو حدیث، فقہ، تفسیر میں نمایاں حیثیت حاصل ہے، آپ میں تدریس کی اعلیٰ صلاحیت موجود ہے، آپ نہایت سادہ مزاج، پاکیزہ اخلاق، حسن سیرت کے جامع صاحبِ فکر وتدبر ہیں غرض قدرت کی فیاضیوں نے آپ کو بہت سی ظاہری اور باطنی خوبیوں کا جامع بنایا ہے۔(بحوالہ بالا ص۱۱)

(۳) مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارک پوری رقم طراز ہیں کہ حضرت مولانا اپنے علم وفضل، حلم ووقار، کم آمیزی، کم سخنی، تقویٰ اور انکسار میں طبقۂ مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں، کھلتا ہوا قد گورے چٹے حسین چہرہ پر سیاہ داڑھی، جسم کی طرح لباس بھی سفید وصاف، گفتگو میں متانت، نشست وبرخاست میں وقار، چال

ڈھال میں تمکنت، اخلاق ومروت میں شرافت، وضعداری ان کے ظاہری اوصاف تھے،علم حدیث میں ان کے تبحر وتعمق کا شہرہ عام درسگاہوں میں ہوتا تھا، اوران کے اخلاق واوصاف بیان کئے جاتے تھے۔(بحوالہ بالاص ۱۶،۱۷)

حضرت مولانا کا خاندان علمی تھا اور خانوادہ مدنی سے متعلق تھا، آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید رشید الدین صاحب حمیدی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے ایک زمانے تک مہتمم اور جمعیۃ علماء اترپردیش کے صدر رہے، اورآپ کے پوتے حضرت مولانا سید اشہد رشیدی صاحب فی الحال اپنے والد محترم کے جانشین کی حیثیت سے جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کے منصبِ اہتمام پر فائز ہیں، اور دوسرے بڑے پوتے حضرت مولانا محمد اخلد رشیدی مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں۔

حادثہ جانکاہ: دارالعلوم دیوبند کی مجلسِ شوریٰ میں شرکت کے ارادے سے حضرت مولانا کلکتہ سے بذریعہ کالکا میل دہلی کے لئے روانہ ہوئے، اہل خانہ ساتھ تھے، پھر دہلی سے بذریعہ کار عصر کے بعد دیوبند کے لئے روانہ ہوئے، مغرب کی نماز میرٹھ کی مسجد میں ادا کی وہاں کے احباب نے چائے وغیرہ پلا کر رخصت کیا، تقدیر الٰہی اپنی کارگذاری کے لئے مستعد تھی، چنانچہ کھتولی اور مظفرنگر کے درمیان ایک کھڑے ہوئے ٹرک سے کار ٹکرا گئی، حضرت مولانا نے موقعِ واردات پر ہی ۱۵/نومبر ۱۹۶۸ء کو بعمر ۷۸ سال جام شہادت نوش کیا، اور مزار قاسمی دیوبند میں اپنے شیخ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے قریب اور اپنے اساتذہ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ، امام المعقولات حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔(مستفاد مشاہدات وتاثرات)

۞ ۞ ۞

ایک عبقری شخصیت

حضرت مولانا محمد سلامت اللہ بیگ صاحبؒ

سابق صدر المدرسین جامعہ نور العلوم ومجاہد آزادی

بنے وہ رونقِ محفل، جس انجمن میں رہے
رہے بہارِ چمن ہو کے، جس چمن میں رہے

مشرقی یوپی کے مشہور عالم دین، بلند پایہ استاذ، نامور مقرر، مجاہد آزادی، اور جامعہ نور العلوم کے سابق صدر المدرسین حضرت مولانا محمد سلامت اللہ بیگ صاحب ۸/ دسمبر ۱۹۱۱ء کو اپنے آبائی وطن ضلع بہرائچ کے مردم خیز قصبہ فخر پور میں ایک معزز علمی خانوادہ میں پیدا ہوئے، اور فخر پور مدرسہ جواہر العلوم میں تعلیم کا آغاز کیا، اور یہیں تکمیل حفظ کلام اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، اس کے بعد مدرسہ الٰہیات کانپور برائے حصول تعلیم تشریف لے گئے، اور ابتدائی عربی وفارسی کی تعلیم اسی مدرسہ سے حاصل کی، اور آخر میں ازہر ہند دار العلوم دیوبند پہنچ کر اس وقت کے مایہ ناز علماء واساطین علم ومعرفت سے اکتساب فیض کیا، آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ وغیرہ کے اسماء خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ۱۹۳۶ء میں فاضل دار العلوم ہوکر قاسمی سلسلۃ الذہب میں شامل ہوئے، نیز ۱۹۴۴ء میں الہ آباد بورڈ سے فاضل دینیات کی سند حاصل کی۔

جامعہ نور العلوم میں تدریسی خدمت:

فراغت کے بعد ہی مدرسہ عالیہ کلکتہ سے تدریس کی دعوت کے باوجود جامعہ نور العلوم کو ترجیح دیتے ہوئے تدریسی کام کا آغاز کر دیا تھا، لیکن ۱۹۴۰ء میں گاندھی جی کی بھارت چھوڑو (سول نافرمانی) تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے مسلمانان بہرائچ واطراف کی نمائندگی کرتے ہوئے جیل جا کر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، جس کی وجہ سے درمیان میں تدریسی مشاغل سے انقطاع ہو گیا تھا، پھر جون ۱۹۴۲ء کو باضابطہ تدریس کے لئے انتخاب ہوا اور اس کے بعد تادم حیات تقریباً ۴۹ سال مسلسل جامعہ نور العلوم کے طلبہ کی علمی پیاس بجھاتے رہے۔

موصوف کا نور العلوم کی تعلیمی ترقی میں بہت ہی اہم رول رہا ہے، آپ کی محنتوں اور خدمات کا نہ صرف آپ کے معاصرین کو اعتراف رہا، بلکہ آپ کے بڑوں نے بھی آپ کی کاوشوں وکوششوں کو سراہا، چنانچہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنے معائنہ میں تحریر فرمایا ہے کہ،''مولانا محمد سلامت اللہ صاحب اس نصب العین اور عام تعلیمی امور میں ساعی ہیں، امید ہے کہ ان پاکیزہ عناصر کے ساتھ یہ مدرسہ برابر ترقی کرتا رہے گا'' (قدیم معائنہ بک جامعہ نور العلوم ۱۰۲)۔

نیز اسی معائنہ بک میں (ص ۱۵۱) پر استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب بہاری استاذ دارالعلوم دیوبند رقم طراز ہیں ''حضرت مولانا محمد سلامت اللہ صاحب صدر المدرسین کی تعلیم وتربیت میں مدرسہ برابر ترقی کرتا جا رہا ہے'' اور حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی صاحبؒ نے (ص ۱۷۴) پر تحریر کیا ہے ''کہ مولانا محمد سلامت اللہ صاحب جیسے کہنہ مشق استاذ کی خدمات بھی اس کو حاصل ہیں، جو نور العلوم کی ترقی کے وجوہات میں سے ایک اہم وجہ ہے''۔

درس کی خصوصیات: حضرت صدر صاحب کوافہام وتفہیم میں مہارت تامہ حاصل تھی،مضامین کونہایت آسان اورمختصر الفاظ میں حل فرمادیا کرتے تھے، آپ کامختصر المعانی کا درس بے حد مقبول ومشہور تھا، ہدایہ شریف میں احناف کی دلیل انتہائی مضبوط ومستحکم انداز میں بیان فرمانے کے بعداس کی وجہ ترجیح ضرور ذکرفرماتے تھے، جلالین شریف بھی بہت عمدہ انداز میں پڑھاتے تھے،ایک مرتبہ مصر سے عربوں کی ایک تبلیغی جماعت آئی،جس میں وہاں کے بڑے بڑے ذمہ دارشامل تھے،احقر نے اس دن حضرت صدر صاحب سے عربی میں سبق پڑھانے کی درخواست کی، جسے حضرت نے قبول فرما کرمہمانوں کی موجودگی میں اس سلاست اور روانی سے عربی میں درس دیا جیسے عربی آپ کی مادری زبان ہو،جس سے عرب بہت خوش ہوئے، اورانتہائی حیرت واستعجاب سے کہا کہ ہندوستان کے اس چھوٹے سے شہر میں بھی ایسے جبال علم، اور جید علماء موجود ہیں؟ مولانا قاری عبدالوحید نوری نے اپنی تصنیف لغات القرآن کے دیباچہ میں آپ کی درس کی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کوافہام وتفہیم کا بے مثال ملکہ عطا فرمایا تھا،قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح کے سلسلے میں جب مفسرین ومحدثین کے اقوال بیان کرنے کے بعد آپ نکات بیان فرماتے تو اس سے علم دوست وقدرداں طبقہ انگشت بدنداں ہوتا،فن ادب ومعانی کے اسباق میں جب آپ محققین کی رائے پیش کرنے کے بعداپنی رائے رکھتے توسب پرفائق معلوم ہوتی تھی۔

جامعہ نورالعلوم کے موجودہ ناظم تعلیمات اورآپ کے علمی جانشین حضرت مولانا قاری زبیراحمد صاحب قاسمی نے ۲۰۱۱ء کے یوم جمہوریہ کی تقریب پرحضرت صدرصاحب ودیگر مجاہدین آزادی کے کارناموں اور ان کے مقامات عالیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت صدر صاحب سے متعلق ایک بہت ہی اہم واقعہ حضرت مولانا حکیم وصی احمد

صاحب گورکھپوری کے حوالے سے نقل کیا، کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا حکیم وصی احمد صاحب نے خواب میں دیکھا کہ جنت کی طرف سے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ تشریف لا رہے ہیں، مجھے دیکھ کر اپنے مخصوص لب ولہجہ میں فرمایا، کہ حکیم صاحب کہاں جا رہے ہیں؟ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت مولانا سلامت اللہ بیگ صاحب سے ملاقات کے لئے جنت میں جا رہا ہوں، تو حضرت شیخ نے کہا کہ میں ابھی ان ہی کے پاس سے آ رہا ہوں، وہ جنت میں بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں، میں نے عرض کیا میں بھی ملاقات کر آؤں، چنانچہ جب میں جنت میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت صدر صاحب قیام کی حالت میں بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں، اور سیکڑوں علماء بخاری کھولے درس سن رہے ہیں، اور حضرت صدر صاحب قرأۃ خلف الامام سے متعلق بحث کرتے ہوئے ایسے دلائل پیش کر رہے ہیں، جن کو میں نے پہلی مرتبہ سنا ہے،''وہ فرما رہے تھے کہ شوافع کے نزدیک امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے، تو اگر کوئی شخص جماعت کی نماز میں رکوع میں شامل ہوا ہو۔ تو اس کو وہ رکعت نہ ملنی چاہئے، کیوں اس سے ایک فرض چھوٹ گیا ہے، حالاں کہ وہ اس رکعت کو شمار کر لیتے ہیں، جب کہ احناف کے نزدیک امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ہے، اور امام کی قرأۃ مقتدیوں کی قرأۃ ہے، اس لئے ان کے نزدیک رکوع پانے والا بلاشبہ رکعت پانے والا ہوگا''۔

نظامت تعلیمات وصدارت تدریس: مولانا موصوف جامعہ مسعودیہ نورالعلوم میں نومبر ۱۹۴۹ء سے مارچ ۱۹۵۹ء تک تقریباً ۹/سال ۴/ماہ ناظم تعلیمات کے اہم منصب پر اور جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ سے ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ تک تقریباً ۳۹/سال ۷/ماہ صدارتِ تدریس کے ذی وقار عہدے پر متمکن رہے۔ (جامعہ نورالعلوم کا مختصر تعارف، خدمات اور منصوبے ۹۴،۱۹۹۳ء)

تقریر وتحریر کی خصوصیات: حضرت صدر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تدریس، تقریر، تحریر ہر سہ میدانوں میں ایک نمایاں مقام عطا کر رکھا تھا، چنانچہ آپ کی یوم آزادی، اور یوم جمہوریہ کے موقع پر ہر سال بہت پر مغز تقاریر ہوا کرتی تھیں، اسی طرح میسا کے تحت گرفتار ہو کر رمضان المبارک میں قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے بعد جیل سے واپسی پر سردار جوگیندر سنگھ کی آمد پر ہونے والی تقریر بھی نہایت اہمیت کی حامل تھی، حضرت صدر صاحب اگر کسی کے پاس خط تحریر فرماتے تھے، تو وہ عمدہ مقالہ ہو جاتا تھا، کبھی کبھی تعزیتی خطوط میں حضرت یوسف علیہ السلام ان کے بھائیوں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا پورا واقعہ ہی مخصوص انداز میں تحریر فرما دیتے تھے۔

حضرت صدر صاحب اور قید وبند کی سختیاں: حضرت صدر صاحب نے گاندھی جی کی بھارت چھوڑو (سول نافرمانی) تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور اس کے لئے ۱۹۴۰ء میں مسلمانان ضلع بہرائچ کی نمائندگی کرتے ہوئے جیل تشریف لے گئے، اور سالہا سال کی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

اسی طرح ایمرجنسی کے زمانے میں بھی سیاسی وملی اسباب کی بنا پر میسا کے تحت گرفتار ہو کر رمضان المبارک میں جیل کی سختیاں جھیلیں۔

جس کے نتیجے میں وزیر اعظم اندرا گاندھی کی دور وزارت میں ''مجاہد آزادی'' کے لقب سے سرفراز ہوئے، اور تا حیات مرکز وریاست دونوں جگہوں سے معقول مقدار میں سرکاری پنشن و دیگر رعایتوں اور سہولتوں سے مستفید ہوتے رہے۔

نمایاں اوصاف: حضرت مولانا محمد سلامت اللہ صاحب سانولے رنگ کے ہونے کے باوجود انتہائی حسین معلوم ہوتے تھے، آپ متوسط قد، صحت مند جسم،

خوبصورت بڑی آنکھوں، گھنی اور بھری داڑھی، بارعب اور وجیہ چہرہ کے حامل تھے، بدن پر سفید کھدر کا لباس، نصف ساق تک کلی دار کرتا، ٹخنہ سے اوپر شرعی پائجامہ، سر پر اونچی دیوار کی دو پلی ٹوپی، اور ہاتھ میں بینت کی چھڑی جس سے منصب صدارت کی واقعی شان ظاہر ہوتی تھی۔

مولانا موصوف کا علم بہت گہرا تھا، علوم عقلیہ، ونقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، وہ انتہائی محقق، مدقق، اساتذہ وطلبہ کے لئے مرجع اور ایک عبقری شخصیت تھے، حضرت مولانا محمد عمر نوریؔ کے بیان کے مطابق حضرت مولانا حکیم وصی احمد صاحب گورکھپوری نے آپ کے وصال پر فرمایا تھا، کہ آج علم کا ایک سمندر سوکھ گیا، اور مولانا قاری عبدالوحید نوریؔ نے اپنی تصنیف لغات القرآن کے دیباچہ میں تحریر کیا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے متقدمین کا علم دیا تھا، اور آپ بہترین معبّر تھے، تعبیر رویا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت صدر صاحبؒ جس طرح اپنے معمولات، اوقات ونظام مدرسہ کے انتہائی پابند تھے، اسی طرح پنج وقتہ نمازیں جماعت کے ساتھ اپنی مسجد میں اور جمعہ کی نماز شہر کی جامع مسجد میں پڑھنے کا التزام واہتمام فرماتے تھے، مولانا موصوف کو اللہ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا، سادگی خوش اخلاقی، وضع داری، اور خرد نوازی، آپ کا امتیازی وصف تھا، تواضع تو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی، حضرت صدر صاحب شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت تھے، آپ کو خاندان مدنی سے بڑی گہری عقیدت اور وابستگی تھی، آپ اپنے شیخ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے تذکرہ سے ہی آبدیدہ ہوجایا کرتے تھے، ہمیشہ جمعیۃ علماء ہند سے منسلک رہے، اور سیاسی طور پر کانگریس کے مؤید رہے۔

مجاہد آزادی حضرت مولانا محمد سلامت اللہ بیگ صاحبؒ کے والد محترم کا نام

حاجی رحمت اللہ بیگ تھا، حضرت صدر صاحب کی شادی فخر پور کے ایک عظیم المرتبت اور پروقار شخصیت مرزا غوث احمد بیگ صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی، جو انتہائی نیک خاتون تھیں۔

اولاد: حضرت صدر صاحبؒ کی چھ اولادیں ہوئیں، جن میں پانچ نرینہ اولاد ہیں، (۱) مرزا حمایت اللہ بیگ سابق وائس پرنسپل بھٹکل انجیرنگ کالج کرناٹکا، ہیڈ آف انجیرنگ ڈپارٹمنٹ رام سروپ انجیرنگ کالج لکھنؤ، (۲) مولانا محمد کفایت اللہ بیگ قاسمی صاحب سابق صوبیدار ملیٹری، وصدر انتظامیہ کمیٹی جامع مسجد شہر بہرائچ، (۳) مولانا حافظ قاری ڈاکٹر محمد ہدایت اللہ بیگ قاسمی صاحب، (بی، یو، ایم، ایم، ایس، علیگ) (۴) مولانا ڈاکٹر محمد عنایت اللہ بیگ قاسمی صاحب، میڈیکل آفیسر گونڈہ (بی، یو، ایم، ایم، ایس، علیگ) (۵) حضرت مولانا قاری زبیر احمد قاسمی صاحب ہیں جن کا تقرر جامعہ نور العلوم کے شعبہ قراءۃ میں ۶ رشوال المکرّم ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۰ رستمبر ۱۹۷۸ء کو ہوا، پھر جامعہ ہٰذا کی مجلس شوریٰ نے ترقی دے کر ۶ رشوال المکرّم ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء کو شعبہ عربی میں منتقل کر دیا، اور ۸ رجون ۲۰۰۰ء سے مسلسل جامعہ نور العلوم میں ناظم تعلیمات کے اہم منصب پر فائز ہیں، اور برابر پانچ ٹرموں سے جمعیۃ علماء ضلع بہرائچ وشراوستی کے صدر منتخب ہوتے چلے آرہے ہیں، اس کے علاوہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ اور الحاج محمد سلمان بیگ صاحبؒ سابق پروفیسر انجیرنگ کالج علی گڑھ کے خلیفہ ومجاز اور راجہ نانپارہ چوک بازار کے امام وخطیب بھی ہیں۔ (۶) بیٹی رقیہ بیگم جو حضرت مولانا حکیم وصی احمد صاحب (علیگ) گورکھپوری کے بڑے صاحبزادے جناب مولانا حکیم محمد احمد (علیگ) گورکھپوری سے منسوب ہیں۔

وصال اور آخری آرام گاہ: حضرت صدر صاحب تندرست،

مضبوط اور گٹھے ہوئے بدن کے مالک تھے، صرف گھٹنوں کی تکلیف پریشان کرتی تھی، اس کا کافی علاج بھی کیا، لیکن بالکلیہ افاقہ نہیں ہوا، پھر اچانک وصال سے چند یوم قبل بیہوشی کا عارضہ ہوا، مقامی ڈاکٹروں سے رابطہ قائم کیا گیا، فائدہ نہ ہونے کے باعث لکھنؤ لے جایا گیا، وہاں قدرے صحت ہوئی، ہوش آنے پر دودھ نوش فرمایا، لیکن پھر دوبارہ حالت بگڑی اور معالجین نے تشویش کا اظہار کیا، اس لئے بہرائچ لے آیا گیا، اور بالآخر ۵؍محرم الحرام ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۸؍جولائی ۱۹۹۱ء بروز پنجشنبہ بعمر ۷۹؍سال ۷؍ماہ وطن مالوف محلّہ قاضی پورہ شہر بہرائچ میں آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' انتقال کی خبر بجلی کی طرح پورے ضلع میں پھیل گئی، تجہیز وتکفین کی تیاریاں شروع ہوگئیں، اور ٹھیک دس بجے سینکڑوں علماء، مشائخ، عوام وخواص نے آپ کے سمدھی حضرت مولانا حکیم وصی احمد صاحب گورکھپوری کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کرکے اس علمی خزانے کو شہر کے مشہور قبرستان ''چھڑے شاہ تکیہ'' میں سپرد خاک کر دیا، اللہ تعالیٰ حضرت صدر صاحبؒ کی مغفرت کاملہ فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت صدر صاحب کے مخصوص تلامذہ:

حضرت صدر صاحب کے تلامذہ میں جامعہ ہذا کے سابق مہتمم حضرت مولانا محمد افتخار الحق صاحب قاسمی، حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیٰ، حضرت مولانا عابد علی صاحب، حضرت مولانا سمیع اللہ صاحب، حضرت مولانا غلام احمد صاحب، موجودہ مہتمم حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی، حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب قاسمی، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قاسمی شیخ الحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا عبد العلی فاروقی صاحب مہتمم دار العلوم فاروقیہ کاکوری، حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب قاسمی گونڈوی ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا مفتی شکیل احمد صاحب سیتاپوری

سابق استاذ دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا مفتی نعمت اللہ صاحب قاسمی صدر المدرسین مدرسہ فرقانیہ گونڈہ، حضرت مولانا محمد عظیم خاں صاحب قاسمی سابق استاذ جامعہ نور العلوم، حضرت مولانا مفتی غلام مصطفےٰ صاحب قاسمی رامپور جبدی، حضرت مولانا عبدالتواب صاحب قاسمی استاذ دار العلوم اسلامیہ بستی وغیرہ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں، ان کے علاوہ آپ کے بہت سے تلامذہ اور شاگرد جامعہ ہذا اور ملک کے مختلف اداروں میں علم دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں، جو انشاء اللہ آپ کے لئے توشۂ آخرت اور رفع درجات کا باعث ہوں گے۔

۞ ۞ ۞

مشہور مجاہد آزادی

حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ

اربابِ چمن تجھ کو بہت یاد کریں گے
ہر شاخ پر اپنا ہی نشان چھوڑ دیا ہے

جامعہ مسعودیہ نور العلوم کے روح رواں، اس کو بام عروج پر پہنچانے والے، سابق کارگزار مہتمم، مناظرِ اسلام، بزرگ مجاہد آزادی حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؔ الحسینی یکم جنوری ۱۹۲۲ء کو شہر بہرائچ کے محلّہ گدڑی (ناظر پورہ) میں پیدا ہوئے، آپ کا گھریلو اور ابتدائی نام ''الہٰ بخش'' اور والد محترم کا نام جناب ''قاسم علی خاں'' اور دادا کا نام نظام الدین تھا۔

حضرت مولانا نوریؔ کے آبا واجداد انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد قصبہ پاہر ضلع شاہ جہاں پور سے ترکِ وطن کر کے ہندوستان کی سرحد پر واقع اتر پردیش کے شمالی ضلع بہرائچ کے قصبہ فخر پور میں گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگے، دادا نظام الدین قصبہ فخر پور سے شہر بہرائچ منتقل ہوئے، اور یہیں مستقل سکونت پذیر ہو گئے۔

حضرت مولانا نوریؔ کے والد محترم جناب قاسم علی خان صاحب ایک بہترین و ماہر فن معمار تھے، نئی اور طرح دار عمارتوں کے بارے میں آپ کی دیکھ ریکھ قابلِ اعتبار تصور کی جاتی تھی، آپ کی چار اولاد نرینہ رسول بخش، الہٰ بخش کلیم اللہ، نعیم اللہ عرف امام علی، عظیم اللہ میں سے درمیانی صاحبزادے ''حضرت مولانا کلیم اللہ نوریؔ'' کے نام سے مشہور ہوئے

تعلیم اور اساتذہ: حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوری نے ٹرینگ اسکول بہرائچ سے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کیا، اور یکم محرم ۱۳۴۰ھ میں اس وقت کے مدرسہ نور العلوم میں برائے حصول تعلیم داخلہ لیا، اور مشکوٰۃ شریف تک تعلیم مکمل کر کے پھر یہیں کے ہوکر رہ گئے، آپ کے مشہور اساتذہ میں بانی جامعہ حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ ہیں، مولانا نوری مرحوم دونوں بزرگوں کے چہیتے اور معتمد علیہ تھے، آپ نے ۱۹۵۳ء میں الہ آباد بورڈ سے ''مولوی'' کا بھی امتحان دے کر نمایاں کامیابی حاصل کی۔

خدمات

مولانا نوری اور جنگ آزادی: حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوری ۱۹۴۱ء میں اپنے اساتذہ ومربیان کے حکم سے تعلیم چھوڑ کر گاندھی جی کی ستیہ گرہ میں شریک ہوئے، ایک سال سے زائد بہرائچ اور گونڈہ کے جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

۱۹۴۲ء میں اپنے بزرگوں کے حکم پر ''ملک چھوڑو آندولن تحریک'' میں انڈرگراونڈ رہ کر کارروائی کرتے رہے، بہرائچ میں گورا پلٹن پہنچنے پر اردو زبان میں ''انگریزی فوج کا بائیکاٹ کرو''نعرہ دیوار پر لکھوائے اور پمفلٹ تقسیم کرائے، جس پر گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا، لیڈروں کے کہنے سے ملک نیپال چلے گئے، وارنٹ کی واپسی پر بہرائچ واپسی ہوئی، بھگت سنگھ کی انقلابی پارٹی کے ممبر رہے، ایمرجنسی کے زمانے میں بھی سیاسی وملی اسباب کی بنا پر میسا کے تحت گرفتار ہوکر رمضان المبارک میں جیل کی سختیاں برداشت کیں، ۱۹۴۱ء سے آزادی وطن تک مسلسل مجاہدانہ کارنامے انجام دیتے رہے، جس کے نتیجے میں

وزیراعظم اندرا گاندھی کی دور وزارت میں ''مجاہد آزادی'' کے لقب سے سرفراز ہوئے، اور تاحیات مرکز و ریاست دونوں جگہوں سے معقول مقدار میں سرکاری پنشن ودیگر رعایتوں اور سہولتوں سے مستفید ہوتے رہے۔

جامعہ نور العلوم میں ملازمت: پھر ذمہ داران جامعہ نے شباب کی عمر میں قدم رکھنے والے حضرت مولانا کلیم اللہ نوری میں نظم ونسق اور انتظامی امور میں بہترین سلیقہ کی جھلک دیکھ کر شروع ہی سے مدرسہ کے انتظامی معاملات میں شامل کرنا شروع کر دیا تھا، چنانچہ دسمبر ۱۹۴۱ء میں نور العلوم کے ''سفیر وترجمان'' کی حیثیت سے آپ کا تقرر کرلیا تھا، پھر اس کے بعد آپ کی حسن کارکردگی اور جہد مسلسل (کرتے کرتے مر، مرتے مرتے کر) کے عظیم عزائم کی وجہ سے ترقی دیتے ہوئے جولائی ۱۹۵۸ء میں جامعہ کے ''نائب مہتمم'' کے اہم عہدے پر فائز کر دیا، جس پر اگست ۱۹۸۹ء تک تقریباً ۳۱/سال ایک ماہ بڑی ہی خوش اسلوبی سے کام انجام دیتے رہے، پھر اگست ۱۹۸۹ء کو جامعہ کے ''کارگزار مہتمم، ناظرِ کلیہ، اور مشیر اعلیٰ'' کے منصب جلیل پر فائز کر دیئے گئے، اور آپ نے دس سال ۹/ماہ اس منصب پر متمکن رہ کر جامعہ کو بامِ عروج پر پہنچایا، اور اس طرح آپ نے تقریباً ۵۸/سال تک جامعہ کی خدمت انجام دی ہے۔

حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامؔی بانی جامعہ کے انتقال پر ملال کے بعد مولانا نوری مرحوم نے اپنی فکر رسا اور انتھک مساعی جمیلہ سے جامعہ کو جو ترقیات دیں ہیں، وہ محتاج بیان نہیں، قدیم جامعہ کی تین منزلہ عمارت، دار جدید کی پہلی منزل، شعبہ پرائمری کی دومنزلہ عمارت، ادارہ کا بہترین نظم ونسق، دفتر کا صاف وشفاف حساب وکتاب، جامعہ میں بے مثال صفائی وستھرائی کا نظام اس کی شاہد عدل ہیں، اس کے علاوہ متعدد نئے شعبہ جات خصوصاً درجاتِ حفظ، درجات تجوید، شعبہ پرائمری، دار الیتامیٰ کا قیام فرمایا، لائق

وفائق، مخلص، سادہ مزاج اساتذہ کرام وملازمین کی تقرریاں کیں، یہ مولانا نوری مرحوم کی بلند ہمتی اولوالعزمی دور بینی اور بانی جامعہ کی صحیح جانشینی کا بین ثبوت ہے۔

مولانا نوری مرحوم کا نور العلوم سے گہرا تعلق: دار العلوم فاروقیہ کاکوری کے مہتمم اور ماہنامہ البدر کے اڈیٹر حضرت مولانا عبد العلی صاحب فاروقی لکھنوی نے اپنے تاثراتی مضمون بعنوان ''چراغ میری یادوں کے'' میں حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوری کے بارے میں تحریر فرمایا ہے، جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔

مولانا کلیم اللہ نوری جن کو طلبہ سے لے کر اساتذہ وملازمین تک سب ہی بلکہ شہر کے لوگ بھی، ''مولوی صاحب'' کے نام سے یاد کرتے تھے، ضابطہ کے طور پر تو اس وقت نائب مہتمم تھے، لیکن عملی طور پر ان کا نور العلوم خاص طور پر نور العلوم کے طلبہ سے وہ رشتہ تھا، جس کے لئے بس یہی کہا جاسکتا ہے، کہ........وہ کیا نہیں تھے؟۔

مدرسہ سے تھوڑے ہی فاصلے پر ان کا گھر تھا، جہاں ان کے بیوی بچے اور بھرا پرا کنبہ رہتا تھا، مگر ہم طلبہ کو نہیں معلوم ہو پاتا تھا، کہ وہ ۲۴ رگھنٹوں میں کب اور کتنی دیر کے لئے اپنے گھر جاتے تھے، اور روزانہ جاتے بھی تھے، یا نہیں؟ بس مدرسہ ان کا گھر تھا، اور طلبہ ان کا کنبہ، وہ نور العلوم کے طلبہ کے نگرانِ اعلیٰ اور مربی بھی تھے، اور بقول خود ان کی ''اماں'' بھی........اور وہ طلبہ کو ماں کی شفقت عطا کرنے میں کوشاں رہتے تھے، لیکن اس کے ساتھ وہ ''باپ کی نظر'' رکھنے میں بھی کوئی غفلت نہیں کرتے تھے، صبح نماز فجر سے پون گھنٹہ پہلے بیدار ہو کر ''دعا'' میں شامل ہونے سے لے کر رات کو ختم تعلیم کے بعد آرام کے لئے بستروں پر واپس جانے تک طلبہ کی ایک ایک نقل وحرکت پر ان کی ناصحانہ وناقدانہ نگاہ رہتی، بلکہ بسا اوقات وہ راتوں میں اٹھ اٹھ کر سوئے ہوئے طلبہ کی نگرانی کرتے، اور اس نگرانی ونظر کا امتیازی وصف یہ تھا کہ کسی استاذ یا چپراسی کے تعاون کے بغیر طلبہ ہی طلبہ کی

نگرانی کرتے تھے، تعلیم وتربیت کی اس چوکسی نے مدارس کی دنیا، خصوصاً مشرقی اتر پردیش کے مدارس میں ''نورالعلوم'' کو ایک امتیازی مقام عطا کردیا تھا۔

اوصاف اور خوبیاں: حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوری کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نواز رکھا تھا، وہ انتہائی مردم شناس، مزاج شناس انسان تھے، وہ جب بھی گفتگو کرتے تھے، تو مخاطب کے مرتبے اس کے مزاج کی رعایت کرتے ہوئے کرتے، اور خردوں کا بے حد خیال فرماتے تھے، مولانا نوری مرحوم سے کوئی بھی استاذ یا ملازم کسی بات کو کہتا تو اس کے نشیب وفراز میں غور کرکے اس پر ضرور عمل کرتے تھے، ایک مرتبہ احقر نے حضرت مولانا نوریؒ سے ایک طالب علم کا کھانہ جاری کرانے کی درخواست کی، جو کسی وجہ سے بند تھا، تو تھوڑی دیر کے بعد جناب ناظم مطبخ صاحب کو بلاکر اس طالب علم کا کھانہ جاری کرادیا، اور بندہ کو بلاکر کہا کہ میں نے طالب علم کا کھانہ جاری کرادیا ہے، اسی طرح ابتداً اوپر کی جماعتوں کا تعلیمی وظیفہ تھا، لیکن سال سوم اور اس سے نیچے جماعتوں کا نہیں تھا، بندہ نے سال سوم والوں کا تعلیمی وظیفہ جاری کرانے کی درخواست رکھی، تو حضرت نے سال سوم والوں کا وظیفہ جاری کرادیا۔

حضرت مولانا کسی طالب علم کو اگر کسی غلطی پر ڈانٹتے تو تھوڑی دیر کے بعد اس طالب علم کو بلاکر سمجھاتے، اور اگر پٹائی کرتے تو سمجھانے کے ساتھ ناشتہ بھی کراتے، اور اگر ضرورت ہوتی تو خود ہی تیل کی مالش بھی کرتے۔

حضرت مولانا نوری مسلک دیوبند اور وحدانیت کے بے باک ترجمان تھے، آپ کی تقاریر میں وحدانیت کا بیان غالب رہتا تھا، شرک وبدعات سے ہمیشہ متنفر رہے، اور اس سلسلہ میں آپ نے بہت سے مناظرے بھی کئے، ان میں مولوی حشمت علی سے دھانے پور گونڈہ کا مناظرہ بہت مشہور ہے، مولانا نوری مرحوم جہاں ایک طرف شعلہ بیان

خطیب، کامیاب ترین مناظر، انتہائی باصلاحیت منتظم، اور بارعب شخص تھے، تو دوسری طرف پر جوش مجاہد آزادی، پر اثر و ماہر سیاستداں، ملک وملت کے پاسبان، علما صلحا سے گہری نسبت اور عقیدت رکھنے والے تھے، آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سے بیعت تھے، اور عشق کی حد تک محبت وتعلق رکھتے تھے، خانوادہ مدنی سے جنون کی حد تک تعلق تھا، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کرتا تبرکا رکھے ہوئے تھے، وصیت کے مطابق کفن میں استعمال کیا گیا۔

جمعیۃ علماء اور اکابرین جمعیۃ علماء سے نہایت گہرا تعلق رکھتے تھے، مدتوں جمعیۃ علماء اتر پردیش کے نائب صدر، اور ۱۴/ مارچ ۱۹۷۳ء سے ۳۱/ مئی ۱۹۷۵ء تک جمعیۃ علماء ضلع بہرائچ کے ناظم اعلیٰ، ۷/ جون ۱۹۸۱ء سے ۱۵/ جون ۱۹۹۴ء تک خازن، ۸/ مئی ۱۹۹۷ء سے ایک ٹرم صدر، اور ۸/ اگست ۱۹۹۹ء تاحیات سرپرست رہے، ضلع بہرائچ میں آپ ہی کی ذات سے جمعیۃ پروان چڑھی۔

حضرت مولانا نوری کے مخصوص تربیت یافتہ:

حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوری کے مخصوص تربیت یافتہ لوگوں میں سے جامعہ نور العلوم کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی، صدر المدرسین حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب قاسمی، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا عتیق احمد بستوی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا نثار احمد صاحب قاسمی صدر المدرسین دار العلوم الاسلامیہ بستی، حضرت مولانا مفتی غلام مصطفےٰ صاحب رامپور جبدی، حضرت علامہ محمد عمر صاحب مہد یوسنت کبیر نگر، حضرت مولانا محمد اقبال صاحب مہراج گنج، حضرت مولانا مفتی نعمت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ فرقانیہ گونڈہ، حضرت مولانا قاری عبد الوحید صاحب نوریؒ، جناب مولانا محمد مرسلین صاحب

استاذ جامعہ ہذا، جناب حافظ قاری قمرالدین استاذ جامعہ ہذا، مولانا وکیل احمد ٹانڈوی مہتمم مدرسہ نورالعلوم ٹانڈہ امبیڈکر نگر، قاری شمس الدین صاحب مہتمم مدرسہ بدرالعلوم بابا گنج، حافظ علی کوثر صاحب قدوائی پوروہ، قاری ظہیر حسن صاحب سریّاں مقیم حال جدہ وغیرہ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

نکاح اور اولاد: حضرت مولانا نوری نے دو نکاح کیا، پہلا نکاح نانپارہ میں ہوا، جن سے ایک صاحبزادے جناب ذبیح اللہ صاحب اور ایک صاحبزادی محترمہ ہاجرہ خاتون تھیں۔

دوسرا نکاح بھی نانپارہ ہی کے جناب حامد خاں صاحب جو ریاست نانپارہ میں ملازم تھے، ان کی صاحبزادی سے ہوا ان سے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں، پہلی صاحبزادی محترمہ نجمہ خاتون ہیں، جو نانپارہ میں جناب الحاج محمد اقبال صاحب کے ساتھ منسوب ہیں، دوسری صاحبزادی محترمہ حمیرہ خاتون ہیں، جو حسام پور قیصر گنج میں جناب مولانا محمد خالد صاحب قاسمی کے ساتھ منسوب ہیں، جب کہ تیسری صاحبزادی محترمہ سمیہ خاتون ہیں جو کٹیا بشنا پور گونڈہ کے حضرت مولانا محمد عنایت اللہ صاحب قاسمی استاذ جامعہ نورالعلوم وناظم جمعیۃ علماء ضلع بہرائچ کو منسوب ہیں۔

اور صاحبزادگان میں (۱) جناب الحاج حافظ عبید اللہ صاحب نوری ہیں، جو جماعت تبلیغ کے سرگرم وفعال کارکن ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی شوریٰ کے اہم رکن اور مدرسہ حسینیہ مغلہا کے مہتمم ہیں۔

(۲) جناب حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی ہیں، جن کا تقرر جامعہ نورالعلوم میں عربی ادب کے استاذ کی حیثیت سے مورخہ یکم مئی ۱۹۷۵ء کو ہوا، پھر اگست ۱۹۸۹ء میں جامعہ ہذا کے نائب مہتمم اور ۸/جون ۲۰۰۰ء میں کارگزار مہتمم بنائے گئے، اور

۹؍ مارچ ۲۰۰۸ء کو جامعہ کی مجلس شوریٰ کے متفقہ فیصلہ سے مہتمم منتخب ہوئے، جب کہ ۱۹۹۷ء تک تقریباً ۱۵؍سال جمعیۃ علماء یوپی کے ناظم، ۱۹؍ جون ۱۹۹۷ء سے ۱۱؍ جولائی ۲۰۰۱ء تک تقریباً ۴؍سال نائب صدر کے عہدے پر فائز رہ کر جمعیۃ کی تعمیری و تنظیمی منصوبوں کو پروان چڑھاتے رہے اور ۱۱؍ جولائی ۲۰۰۱ء تا حال مسلسل جمعیۃ علماء اتر پردیش کے اہم منصب عہدہ صدارت پر متمکن ہیں۔

(۳) جناب الحاج عشرت اللہ صاحب ہیں جو جمعیۃ علماء شہر کے فعال اور سرگرم کارکن ہونے کے ساتھ کئی ٹرموں سے نائب ناظم کے عہدے پر منتخب ہوتے رہے ہیں، اور فی الحال خزانچی کے منصب پر گامزن ہیں۔ (۴) جناب منت اللہ صاحب ہیں۔ (۵) جناب نصر اللہ صاحب ہیں۔

اور آپ کے پوتوں میں حافظ سعید اختر جامعہ نور العلوم کے شعبہ دینیات میں اور حافظ محمد افضل ذبیح جمعیۃ علماء ہند گلی قاسم جان میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔

اعذار اور سفر حج: حضرت مولانا نوری مرحوم ۱۹۹۴ء سے مختلف بیماریوں خاص طور پر شوگر، بلیڈ یوریا، اور ہائی بلیڈ پریشر میں مبتلا رہے، ۱۹۹۴ء میں بلیڈ یوریا کے شدید حملہ میں آپ لکھنؤ کے سحر نرسنگ ہوم میں بھی داخل کئے گئے، اس دوران آپ کے گھر والے اور تمام ڈاکٹر مولانا کی صحت یابی سے بالکل ناامید ہو چکے تھے، اسی درمیان آپ کے مشفق و مہربان عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی ناظم جامعہ عربیہ ہتھورہ بنفس نفیس عیادت کو تشریف لا کر فرمایا، کہ ''کلیم اللہ پریشان نہ ہو میں نے تم کو خدا سے مانگ لیا ہے'' اس کے بعد ہی آپ روبصحت ہونے لگے اور چند دنوں میں صحت یاب ہو کر بہرائچ تشریف لے آئے۔

حضرت مولانا نوری مرحوم جولائی ۱۹۸۷ء میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف

لے گئے، اور وصال سے ۷؍ماہ قبل شعبان المعظم کے مہینے میں اہل خانہ سے فرمائش کی کہ دنیا سے جانے سے قبل ایک بار اللہ کے گھر کی حاضری کی شدید خواہش ہے، چنانچہ خرابی صحت کے باوجود اپنے فرزند حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی کے ہمراہ شعبان ۱۴۲۰ھ میں عمرہ کو تشریف لے گئے، اور بڑے اطمینان سے طواف بیت اللہ کیا، اور حجر اسود کو بوسہ دیا، اور دیر تک دعا میں مشغول رہے، اور پھر وسط رمضان میں وطن واپسی ہوئی۔

وصال اور آخری آرام گاہ: حضرت مولانا نوری مرحوم نے بیماریوں اور اعذار کے باوجود جامعہ کے کاموں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا، چنانچہ وفات سے ذرا قبل بھی طلبہ کو نماز کے لئے مسجد جانے کے بارے میں ڈانٹا اور ڈپٹا، جامعہ سے انتہائی محبت اور جذباتی تعلق کی وجہ سے اس تمنا کا بار بار اظہار فرماتے تھے ''میری موت مدرسہ میں ہو اور جنازہ مدرسہ سے اٹھے'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس تمنا کو پورا کر دکھایا، اور آپ ۳۱؍مئی ۲۰۰۰ء مطابق ۲۶؍صفر المظفر ۱۴۲۱ھ بروز چہارشنبہ ۱۰؍بجکر ۱۵؍منٹ پر بعمر ۷۸؍سال ۵؍ماہ اپنے سارے متعلقین ومحبین کو چھوڑ کر اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا کے انتقال کی خبر سن کر بڑی تعداد میں بیرونی اضلاع سے علمائے کرام، مدارس کے ذمہ داران جنازے میں شرکت کے لئے بہرائچ پہنچے، جن میں حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی، حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی، حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا برہان الدین صاحب، حضرت مولانا عتیق احمد صاحب دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا باقر حسین صاحب مہتمم، حضرت مولانا نثار احمد صاحب بستوی صدر المدرسین، حضرت مولانا مفتی شکیل احمد صاحب سیتاپوری استاذ دار العلوم الاسلامیہ بستی، حضرت مولانا سعید احمد

صاحب نائب مہتمم مدرسہ دارالرشاد بارہ بنکی، حافظ صدیق احمد صاحب مرادآباد، حضرت مولانا افضال الحق صاحب گورکھپوریؒ، حضرت مولانا عبدالرب صاحب مہتمم، حضرت مولانا مفتی نعمت اللہ صاحب صدر المدرسین، حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مدرسہ فرقانیہ گونڈہ وغیرہ اہم شخصیات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ گونڈہ، شراوستی، بلرامپور، بستی، بارہ بنکی، سیتاپور، لکھیم پور، لکھنؤ، کانپور، مرادآباد، اور ضلع بہرائچ کے متعدد علماء، حفاظ، اور طلبہ ہزاروں کی تعداد میں جنازے میں شریک ہوئے۔

شہر بہرائچ کے متعدد علماء کرام، دانشوران، سیاست داں، صحافی، معززین شہر کے علاوہ فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ صدر جمعیۃ علماء ہند، حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد ندوی مدیر الفرقان لکھنؤ، حضرت مولانا متین الحق اسامہ صاحب قاسمی کانپوری، ڈاکٹر مسعود الحسن عثمانی سکریٹری دینی تعلیمی کونسل (یو. پی) مولانا عبدالرب صاحب قاسمی مہتمم مدرسہ فرقانیہ گونڈہ، مولانا محمد یوسف صاحب صدر جامعہ امداد العلوم زید پور وغیرہ نے مولانا نوری مرحوم کے انتقال پر ملال پر اپنے دلی صدمے اور گہرے رنج وغم کا اظہار کیا، اور اس سانحہ کو قوم وملت کا خسارہ قرار دیا، اور مختلف مقامات پر تعزیتی اجلاس میں مولانا نوری کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

آپ کی نماز جنازہ جامعہ کے متصل جامع مسجد کے صحن میں آپ کے فرزند اور جانشین حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی نے پڑھائی، اور تدفین عیدگاہ قبرستان میں ہوئی، اللہ پاک آپ کی قبر کو جنت کا باغ بنائے، اور جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے، اور آپ کی زریں خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمائے آمین۔

۞ ۞ ۞

فقیہ نورالعلوم

حضرت مولانا حافظ محمد نعمان بیگ نوریؔ سابق ناظم تعلیمات جامعہ ہٰذا

بڑی مدت میں بھیجتا ہے ساقی ایسا فرزانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور میخانہ

جامعہ مسعودیہ نورالعلوم کے فقیہہ ، انتہائی مشفق ومہربان استاذ اور جامعہ ہٰذا کے سابق ناظم تعلیمات حضرت الحاج مولانا حافظ محمد نعمان بیگ صاحب نوریؔ، القاسمیؔ، مہاجر مکی، یکم ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ مطابق نومبر ۱۹۱۵ھ کو اپنے آبائی وطن ضلع بہرائچ کے مردم خیز قصبہ فخر پور کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ اور ”حافظ محمد نعمان نوریؔ“ کے نام سے مشہور ہوئے۔

مولانا موصوف کے اجداد فرغانہ (موجودہ ازبکستان) سے ظہیر الدین بابر کے ساتھ ملک گیری کے لئے ہندوستان آئے تھے۔ اس سے دور کی عزیز داری بھی تھی۔ چنانچہ دور اکبری میں فخر پور کے قلعہ کے ذمہ دار (چکلہ دار) متعین کئے گئے تھے۔ آج بھی اس خاندان کے بعض افراد اس قلعہ کے کھنڈرات سے متصل آباد ہیں۔ ۱۸۵۷ء کے پر آشوب دور میں جہاں خاندان مغلیہ کے جملہ افراد اور گھرانے انگریزوں کی زد میں آگئے۔ وہیں یہ گھرانہ بھی متأثر ہوا۔ زمین داری غیروں کے قبضہ میں چلی گئی۔ اور محض کاشتکار بن کر رہ گئے۔ عسکری خمیر ہونے کی وجہ سے بعد میں کچھ کو فوج اور پولیس کی نوکریاں مل گئی تھیں۔

دنیاوی مناصب تو ختم ہوگئے تھے۔لیکن پھر بھی یہ خاندان پورے علاقہ میں بااثر اور موقر رہا۔(مستفاد روح تصوف از مترجم کتاب)

مولانا موصوف کے والد مرزا محمد عثمان بیگ صاحب اپنی تمام تر صلاحیتوں، استعداد، شجاعت وسخاوت کے باوجود دنیا کی طرف زیادہ راغب نہ تھے۔اپنی عبادتوں میں منہمک اور یکسور ہا کرتے تھے۔کثیر العیال تھے۔عسر اور تنگی کی زندگی گذارتے تھے۔ زیادہ پریشانی ہوئی تو ایک دفعہ کانپور جا کر چھوٹی سی ملازمت کی۔مگر وہاں جی نہیں لگا،تو چھوڑ کر آ گئے۔اپنے گھر پر ایک چھوٹی سی دوکان بھی کی،مگر وہ بھی کچھ دنوں کے بعد ان کی بے اعتنائی کا شکار ہوگئی۔تاہم دستِ سوال کسی کے سامنے دراز نہیں کیا۔اور نہ ہی کسی ناجائز آمدنی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔بڑے قانع،متوکل،صابر،اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔(مستفاد روح تصوف از مترجم کتاب)

تعلیم اور اساتذہ: مولانا موصوف نے ابتدائی تعلیم مدرسہ جواہر العلوم فخر پور میں حاصل کی۔اس کے بعد یکم ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۲۰؍اپریل ۱۹۳۱ء بعمر ۱۵؍سال ۵؍ماہ برائے تحصیل علم جامعہ مسعودیہ نورالعلوم تشریف لائے۔اور اس وقت کے مایہ ناز اساتذۂ نورالعلوم، بانی جامعہ حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ و دیگر اساتذہ کرام سے بھر پور اکتساب فیض کیا۔اور ۱۹۳۸ء میں ''فاضل نورالعلوم'' ہوکر ایک سال کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔اور وہاں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب امروہیؒ،حضرت علاّمہ محمد ابراہیم بلیاویؒ وغیرہ سے شرف تلمذ حاصل کر کے ۱۹۳۹ء میں ''فاضل دارالعلوم'' ہوکر قاسمی سلسلۃ الذھب میں شامل ہوگئے۔

تدریس اور عہدۂ نظامت: حضرت مولانا موصوف نے

دار العلوم سے فراغت کے بعد ۱۹۴۰ء میں مادر علمی نور العلوم سے اپنے تدریسی سفر کا آغاز فرمایا۔ اور اس کے بعد مکۃ المکرّمہ ھجرت سے قبل تک تقریباً ۳۶ رسال مسلسل نور العلوم کے طلبہ کو اپنے چشمۂ علم وتربیت سے سیراب فرماتے رہے۔ اس دوران مارچ ۱۹۶۲ء تا اکتوبر ۱۹۷۶ء تقریباً ۱۴رسال ۷رماہ ناظم تعلیمات کے منصب پر فائز رہے۔ (جامعہ نور العلوم کا مختصر تعارف خدمات، اور منصوبے ۱۹۹۳/۹۴ء) اس کے علاوہ موصوف ۱۹۷۲ء میں جمعیۃ علماء ضلع بہرائچ کی صدارت اور ۲۰ راپریل ۱۹۷۳ء میں نائب صدر کے لئے بھی منتخب ہوئے ہیں۔

اوصاف وخصوصیات: حضرت مولانا کے دور تدریس ونظامت تعلیم میں جامعہ نور العلوم نے ہمہ جہت ترقی کی ہے۔ آپکا درس بیحد مقبول تھا۔ نگرانی میں آپ کے عدل وانصاف کا اس زمانہ میں شہرہ تھا۔ طلبہ پر آپ کا ایسا رعب رہتا تھا کہ جامعہ میں آپ کے داخل ہوتے ہی سناٹا چھا جاتا تھا۔ احقر کو باضابطہ تو آپ سے اکتسابِ فیض کا موقع فراہم نہیں ہوا۔ لیکن درجہ حفظ کا پہلا امتحان سالانہ دینے کا اتفاق ہوا۔ مولانا موصوف مدرسہ کے اصول وضوابط کے بہت پابند انسان تھے۔ اور مدرسہ کے جملہ قواعد وضوابط کا لحاظ رکھنے والے طالب علم سے بے پناہ محبت وشفقت فرماتے تھے۔

حضرت مولانا موصوف کے مخصوص شاگرد جناب مولانا قاری عبد الوحید صاحب نوریؔ مرحوم جنہوں نے اپنی تصنیف کی نسبت آپ ہی کی طرف کرتے ہوئے اس کا نام ''الافادۃ النعمانیۃ فی حل اللغات القرآنیۃ'' رکھا ہے۔ انھوں نے اس کے'' حرف چند'' میں اپنے اساتذۂ ذیشان کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ'' حضرت مولانا حافظ محمد نعمان صاحب کے زمانہ میں درس فقہ کو امتیازی شان حاصل تھی۔ حافظ صاحب کو اللہ نے خوبصورت سڈول جسم والا بنایا تھا، رنگ سانولا تھا، اگر آپ ٹاٹ

کا کرتا پہن لیتے تو جسم پر کھل اٹھتا، معاملات میں بہت صاف، اصول مدرسہ کی پابندی میں بڑے سخت، طبعیت کے بہت نرم، درمیان درس قرآنی ترغیبی وترہیبی آیات اورآقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے فقر وفاقہ اور شدائد ومصائب کے واقعات پر آپ فوراً آبدیدہ ہوجاتے تھے۔فقہ کی کتابوں میں کتاب الحج پڑھاتے وقت خاص کر مدینہ طیبہ حاضری کے اسباق میں آپ مضطرب ہوکر رو پڑتے تھے۔اور فرماتے کہ کاش زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوکر یہ سبق پڑھاتا۔غالباًاسی تڑپ کا نتیجہ تھا کہ اللہ رب العزت نے آپ کی تڑپ کے صدقے تاقیامِ قیامت اپنے حرم پاک میں جگہ مرحمت فرمادی۔

مخصوص تلامذہ: آپ کے مخصوص تلامذہ میں جامعہ نورالعلوم کے سابق مہتمم حضرت مولانا افتخار الحق صاحب قاسمیؒ، موجودہ مہتمم حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی، جامعہ کے موجودہ صدرالمدرسین مولانا ذکر اللہ صاحب قاسمی، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سنبھلی، حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی، دارالعلوم الاسلامیہ بستی کے صدر المدرسین حضرت مولانا نثار احمد صاحب بستوی، حضرت مولانا عبدالتواب صاحب قاسمی استاذ دارالعلوم الاسلامیہ بستی، مدرسہ فرقانیہ گونڈہ کے صدرالمدرسین حضرت مولانا مفتی نعمت اللہ صاحب قاسمی، وحضرت مولانا محمد عظیم خان صاحب قاسمی بڑیہاٹ وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ان کے علاوہ آپ کے بہت سے تلامذہ اور فیض یافتہ ملک کے مختلف اداروں میں دینی خدمات میں مصروف ہیں۔جوانشاءاللہ توشہ آخرت اور رفع درجات کا باعث ہوں گے۔

اخلاق فاضلہ: حضرت مولانا اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے۔اپنے متعلقہ لوگوں کی خیریت برابر معلوم کرتے رہتے تھے، بندہ سے بھی والدمحترم کے بارے میں

معلوم کرتے کہ کیا تمہارے والد صاحب حاجی عبد القدیر خیریت سے ہیں؟ جب بھی کسی سے گفتگو کرتے خوب ٹھہر ٹھہر کر صاف صاف کرتے تھے۔ احقر جب ۲؍نومبر ۱۹۷۴ء میں نور العلوم پڑھنے آیا تھا تو اس زمانہ میں مولانا موصوف بچوں کے ساتھ دار الطلبہ میں جہاں فی الحال نور العلوم کا شعبہ پرائمری ہے رہتے تھے۔ میں برادر اکبر حضرت مولانا عبد التواب صاحب قاسمی استاذ دار العلوم الاسلامیہ بستی کے ہمراہ پینے والا پانی پہنچانے یا دیگر ضروریات سے آپ کے گھر جایا کرتا تھا۔ مولانا موصوف مع اہلِ خانہ ہم دونوں کے ساتھ خصوصی شفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ ہم لوگ کبھی کبھی صرف کچا چاول گھر دے آتے تھے، تو حافظ محمد حسان صاحب کی والدہ مرحومہ بہترین قسم کی میٹھی کی کھچڑی اور عمدہ قسم کی چٹنی بنا کر بھجوا دیتی تھیں۔

حضرت مولانا پنج وقتہ نمازیں جماعت کے ساتھ بشیر گنج چوراہا والی مسجد میں اور جمعہ کی نماز شہر کی جامع مسجد میں پڑھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ مولانا موصوف کو اللہ نے بڑی خوبیوں سے نواز رکھا تھا۔ سادگی، تواضع، معاملات میں صفائی، عدل وانصاف آپ کا امتیازی وصف تھا۔ خاندانِ مدنی سے بڑی گہری عقیدت اور وابستگی تھی۔

ھجرت: حضرت مولانا کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد رضوان قاسمی صاحب مکّی بہت پہلے مکۃ المکرّمہ میں قیام پذیر تھے۔ اس لئے مولانا موصوف بھی مع اہل خانہ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں نور العلوم بہرائچ سے مکۃ المکرّمہ ھجرت کر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی تجلی گاہ اور اس کے انوار اور برکات کے نزول کے خاص مرکز بیت اللہ شریف کے جوار میں تقریباً ۱۳؍سال قیام رہا، اور اس مقدس زمین اور فضا میں بسی ہوئی خوشبو سے دل ودماغ کو معطر کرتے رہے، اور اس کے بادِ صبا سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

جامعہ نور العلوم کے موجودہ ناظر دفتر حافظ اشفاق احمد بیگ صاحب ناقل ہیں کہ

حضرت مولانا جب نور العلوم بہرائچ سے رخصت ہو رہے تھے تو بڑی حسرت کے ساتھ فرمارہے تھے کہ ''اے نور العلوم تیرے در و دیوار سے انتہائی محبت ہے لیکن اللہ کی مرضی یہی ہے''۔اوراس کے بعد بھی حضرت مولانا کا مکۃ المکرّمہ سے بہرائچ نور العلوم آنا جانا ہوا، اور جب اپنے حصہ کی خدمت انجام دے چکے اور وقت موعود آ گیا۔تو ۷۴/سال ۹/ماہ ۲۸/یوم کی عمر میں بتاریخ ۲۹/رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ بروز پنجشنبہ کواپنے مالک حقیقی سے جا ملے (اناللہ وانا الیہ راجعون) آپ کی نماز جنازہ دنیا کی مقدس ترین جگہ مسجد حرام میں ہوئی۔اور مکۃ المکرّمہ کے مشہور قبرستان جنّت المعلیٰ میں تدفین ہوئی۔

حضرت مولانا کے دوسرے صاحبزادے مولانا محمد فرقان بیگ قاسمی حرم مکی میں حاجیوں کوطواف وغیرہ کرانے کی خدمت پر مامور ہیں، اور تیسرے صاحبزادے حافظ محمد حسان بیگ صاحب نوری بھی کافی دنوں تک مکۃ المکرّمہ میں رہے، اور فی الحال قیصر گنج میں مدرسہ حلیمیہ دارالسلام کے متصل اپنے ذاتی مکان میں مقیم ہیں اور آپ کی صاحبزادیوں میں صفیہ خاتون مرحومہ مولانا حاجی رئیس احمد قاسمی صاحب کے ساتھ منسوب تھیں اور رضیہ خاتون بھائی مشتاق احمد کے ساتھ منسوب ہیں، بقیہ دو صاحبزادیوں عطیہ خاتون، ولیہ خاتون کا عقد مکہ المکرّمہ میں ہی ہوا ہے، اور حضرت مولانا کی اہلیہ کا آپ سے پہلے وصال ہو گیا تھا۔مرحومہ بھی جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے جوار میں مدفون ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی مغفرت کاملہ فرمائے، آپ کی خدمات جلیلہ کوقبول فرمائے، آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔(آمین)

۞ ۞ ۞

ایک اہم علمی شخصیت

حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیٰؒ

درحقیقت ہیں زمانہ میں وہی خوش تقدیر
نام مرنے پہ بھی مٹتا نہیں جن کا زنہار

بہرائچ کی ایک اہم علمی شخصیت، جامعہ مسعودیہ نور العلوم کے متعلم اول اور قدیم استاذ، جید عالم دین حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیٰ ۵/ جون ۱۹۱۵ء کو شہر بہرائچ کے مشہور محلّہ گدڑی میں پیدا ہوئے، ناظرہ قرآن کریم اور حفظ کلام اللہ کی تعلیم مدرسہ نور العلوم کے قدیم ترین استاذ جناب حافظ عبدالخالق صاحب اور امام جامع مسجد الحاج حافظ عبدالحمید صاحب سے حاصل کی، بعدہٗ فارسی سے لے کر دورہ حدیث شریف تک جامعہ مسعودیہ نور العلوم ہی میں بانی جامعہ حضرت مولانا محفوظ الرحمان صاحب نامیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ، صدر المدرسین جامعہ حضرت مولانا محمد سلامت اللہ صاحبؒ وغیرہ سے اکتساب فیض کیا، ۱۳/ اکتوبر ۱۹۳۸ء میں فارغ التحصیل ہوکر جامعہ ہذا کے اولین فضلاء میں شامل ہوئے، اور ''حافظ اعمیٰ صاحب'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب حضرت مولانا محفوظ الرحمان نامیؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے تھے، حضرت مولانا نامیؒ سفر وحضر میں اکثر آپ کو ساتھ رکھتے اور

دل وجان سے چاہتے تھے، حافظ صاحب کے بیان کے مطابق ایک سفر میں حضرت نامیؒ نے معانقہ فرمایا، اس معانقہ کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ بہت سے علوم منتقل ہو گئے ہیں۔

مولانا موصوف نے فراغت کے بعد کچھ دنوں کرتپور بجنور اور علاقہ بانس گاؤں ضلع بہرائچ میں تدریسی خدمات انجام دیں، اور دسمبر ۱۹۴۰ء میں آپ کے مشفق ومربی، بانی جامعہ حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ جنھوں نے آپ کو صرف پڑھایا ہی نہیں تھا بلکہ علوم گھول کر پلائے تھے نے مکمل اعتماد کے ساتھ جامعہ نورالعلوم کا استاذ مقرر فرما دیا، اس کے بعد تادمِ حیات مسلسل ۶۰ر سال چھ ماہ تک بڑی کامیابی کے ساتھ طلبہ نورالعلوم کی علمی پیاس بجھاتے رہے۔

حافظ صاحب کا نورالعلوم کی تعلیمی ترقی میں بہت ہی اہم رول رہا ہے، وہ انتہائی ذہین وفطین، قوی الحافظہ، اور بہت ہی کامیاب استاذ تھے، مشکل سے مشکل کتابیں بے تکان پڑھاتے تھے، فن صرف فارسی ادب اور فن منطق کے تو امام تھے، فن نحو اور فقہ سے وافر مقدار میں شغف رکھتے تھے، کتنا ہی کوئی مشکل صیغہ یا زبان فارسی کا کوئی مشکل شعر ہو، بلا تکلف حل فرما دیا کرتے تھے، گلستاں کتاب کی پوری پوری حکایت پڑھا کر ایک ساتھ ترجمہ کرا دیا کرتے تھے، اور ترجمہ میں کبھی واو تک کا ترجمہ نہیں چھوٹتا تھا، علی العموم شرح جامی، قطبی، شرح تہذیب، ازہار العرب، گلستاں، بوستاں، مفتاح القواعد، کافیہ، علم الصیغہ، فصول اکبری، مختصر القدوری وغیرہ کتابیں زیر درس رہتی تھیں، شروع کی سات کتابیں احقر کو بھی آپ سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، آپ طلبہ کے سامنے درس میں متعلقہ مسئلہ کا نچوڑ پیش کیا کرتے تھے، جو ہر اعتبار سے جامع اور مانع ہوا کرتا تھا، طلبہ میں صحیح عبارت خوانی کی صلاحیت پیدا کرانے میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، آپ کا درس بے حد مقبول ہوتا تھا، شہد کی مکھیوں کی طرح طلبہ آپ کو گھیرے رہتے تھے، امّی ہونے کے باوجود بہت سے بیاؤں پر بھاری تھے۔

ایک مرتبہ ابوذر مانی انسپکٹر آف اسکول جو سرکار سے منظور شدہ اداروں کو دیکھنے اور چیک کرنے پر مامور تھے، نور العلوم تشریف لائے، جامعہ کے اس وقت کے نائب مہتمم حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؔ سے کہا، کہ آپ نے اپنے ادارہ میں ایک نابینا شخص کو پڑھانے کے لئے رکھ رکھا ہے، وہ کیا پڑھاتے ہوں گے؟ حضرت نائب مہتمم صاحب نے ابوذر مانی سے کہا کہ آپ جائیے کچھ سوالات کیجئے، چنانچہ ابوذر مانی صاحب حافظ صاحب کی درسگاہ میں حاضر ہوئے، سلام کیا حاضری کی غرض ظاہر کی، اور انھوں نے اپنے اعتبار سے کئی مشکل سوالات کئے، حافظ اعمٰی صاحب نے حسب عادت سوالات کو بہت غور سے سن کر فرمایا، کہ آپ کے سوالات صحیح نہیں ہیں، پھر حافظ صاحب موصوف نے سوال وجواب کو واضح انداز میں بیان فرمایا، جس سے ابوذر مانی صاحب بہت متاثر ہوئے، اور جا کر حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ سے عرض کیا ’’کہ اگر ایسے لوگ دو چار اور مل جائیں تو رکھ لیں، یہ تو بہت ہی قابل وذہین شخص ہیں‘‘۔

حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمٰی طلبہ کے ساتھ نہایت شفقت کا معاملہ فرماتے تھے، اور طلبہ آپ سے بھی بہت قریب رہتے تھے، آپ کی خدمت کو سعادت تصور کرتے تھے، چنانچہ بندہ بھی زمانہ طالب علمی میں ایک زمانہ تک موصوف کو درسی کتب کے مطالعہ کرانے کے لئے حاضر رہتا تھا، دو وقتہ مدرسہ میں ظہر کے بعد گھر سے اکثر بندہ ہی لایا کرتا تھا، اکثر وبیشتر عصر کی نماز کے بعد ضروری سامان مثلاً پان، سبزی خریدنے، چائے نوشی، اخبار کے مطالعہ کے لئے بازار لیجایا کرتا تھا، اسی طرح مختلف ضروریات سے علاقہ بانس گاؤں، علاقہ بنکٹی، ریولیا، گنڈارہ، حسام پور، جرول قصبہ، قیصر گنج، نوگئیاں، برخوردارہ پور، مدرسہ انوار العلوم بنکٹی، اور لکھنؤ وغیرہ کے اسفار میں حافظ صاحب کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوا، نیز برادرم مولانا مفتی اشتیاق احمد قاسمی استاذ حدیث جامعہ نور العلوم، مولانا محمد نعیم خاں قاسمی استاذ مدرسہ قاسمیہ گوکل

دھام ممبئی، اور مولانا محمد جمال الدین قیصر گنجی، مولانا مفتی صہیب احمد صاحب قاسمی اور مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب گونڈی بھی حافظ صاحب کی متعلقہ کتب کے مطالعہ کے لئے ایک طویل زمانے تک حاضر رہے۔

آپ کے تلامذہ میں جامعہ نور العلوم کے سابق مہتمم حضرت مولانا محمد افتخار الحق صاحب قاسمی، اور موجودہ مہتمم حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی، جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کے مہتمم حضرت مولانا سید رشید الدین صاحب حمیدیؒ، دارالعلوم الاسلامیہ بستی کے مہتمم حضرت مولانا محمد باقر حسین صاحب، ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب قاسمی گونڈوی، حضرت مولانا عبد الرحیم بستوی صاحب دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سنبھلی، حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی اساتذہ دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ، حضرت مولانا نثار احمد صاحب بستوی صدر المدرسین دار العلوم الاسلامیہ بستی، حضرت مولانا مفتی نعمت اللہ صاحب قاسمی صدر المدرسین مدرسہ فرقانیہ گونڈہ، جامعہ نور العلوم کی مجلس شوریٰ کے مؤقر رکن حضرت مولانا جنید احمد صاحب بنارسی، حضرت مولانا عبد الکریم صاحب قاسمی پورینہ خورد بانس گاؤں، جامعہ کے صدر المدرسین حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب قاسمی، مبلغ دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد عرفان صاحب قاسمی صدر مجلس شوریٰ مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ بھوانی پور بنکٹ وغیرہ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں، ان کے علاوہ آپ کے بہت سے تلامذہ اور شاگرد جامعہ ہذا اور ملک کے مختلف اداروں میں علم دین کی خدمات انجام دے رہے ہیں، جو انشاء اللہ توشۂ آخرت اور رفع درجات کا باعث ہوں گے۔

حافظ صاحب کا علم بڑا پختہ تھا، وہ انتہائی مدقق، محقق، اساتذہ وطلبہ کے لئے مرجع اور بہت ہی قابل شخص تھے، معذوری کے باوجود اوقات ونظام جامعہ کے بے حد پابند تھے، اسی طرح پنج وقتہ نمازیں جماعت کے ساتھ اپنی مسجد میں اور جمعہ کی نماز شہر کی جامع مسجد میں پڑھنے کا التزام واہتمام فرماتے تھے۔ حافظ صاحب موصوف کے دو صاحبزادے نجیب احمد اور

مجیب احمد اور دو صاحبزادیاں طاہرہ خاتون، طیبہ خاتون تھیں، فی الحال نجیب احمد، اور طاہرہ خاتون بقید حیات ہیں، اور طاہرہ خاتون مولانا محمد اسحٰق صاحب کے ساتھ منسوب ہیں۔

مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیٰ صحت مند جسم کے مالک تھے، لیکن وصال سے تقریباً ایک سال قبل لقوہ کا اثر ہوگیا تھا، پھر علاج کے بعد قدرے افاقہ ہوگیا، تو جامعہ تشریف لانے لگے، جامعہ کے ذمہ داران نے رعایت کرتے ہوئے صرف ایک کتاب کا درس متعلق کردیا تھا، اور کل تین گھنٹے کی حاضری ضروری قرار دی تھی، اور یہ سلسلہ تقریباً ایک سال جاری رہا۔

پھر دوبارہ فالج کا اٹیک ہوا، جس کی بنا پر صاحب فراش ہوگئے، لیکن ذہن و دماغ بالکل صحیح کام کررہا تھا، پھر اچانک ایک شام طبیعت بگڑنی شروع ہوئی، اور دوسرے دن ۳۰/جون ۲۰۰۱ء صبح ۹/بجے بعمر ۸۶/سال ۲۵/یوم وطن مالوف محلّہ گدڑی شہر بہرائچ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ انتقال کی خبر بجلی کی طرح پورے ضلع میں پھیل گئی، مولانا موصوف کے انتقال پر جامعہ کے اس وقت کے کارگزار مہتمم حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی نے فرمایا: کہ مولانا حافظ حبیب احمد صاحب کے انتقال سے جامعہ نور العلوم کے پہلے دور کا اختتام ہوگیا۔ تجہیز وتکفین کی تیاریاں شروع ہوگئی، اور بعد العصر سینکڑوں علما، اساتذہ وطلبہ، خواص وعوام نے جامع مسجد کی صحن میں جامعہ کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا قاری زبیر احمد صاحب قاسمی کی زیر اقتداء نماز جنازہ ادا کی، اور اس علمی خزانے کو شہر کے مشہور قبرستان ''عیدگاہ'' میں سپرد خاک کیا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کاملہ فرمائے، اور قبر کو جنت کا باغ بنائے، اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

میں ان کی طرف ایک نظر دیکھ کر ☆ بند کرلی ہیں آنکھیں صدا کے لئے
اب تو بس ان کا جلوہ ہے شام وسحر ☆ بس ان ہی کا تصور ہے پیش نظر
میرے آنکھوں سے شاید اسی واسطے ☆ میرے اللہ نے روشنی چھین لی

ایک جامع شخصیت

حضرت مولانا مفتی احرارالحق صاحبؒ

مت پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہوتو دیکھ ان کی
یدِ بیضاء لئے بیٹھے ہیں، اپنی آستینوں میں

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ کے خلیفہ ارشد، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب سہارنپوری اور حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی کے معتمد، عالم اسلام کی ممتاز اسلامی تعلیم گاہ دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث، مشرقی یوپی کی مشہور دینی وتربیتی درس گاہ جامعہ مسعودیہ نورالعلوم کے استاذ حدیث اور نائب صدرالمدرسین حضرت مولانا مفتی احرارالحق صاحب فیض آبادی ۸؍ مارچ ۱۹۳۲ء ضلع فیض آباد کے مقام پکری رسول پور پوسٹ التفات گنج کے ایک علمی خانوادہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت مولانا موصوف نے ابتدائی تعلیم مدرسہ مصباح العلوم علن پوروہ اور مدرسہ امدادیہ چونا بھٹی بمبئی میں حاصل کی، پھر ۱۳۷۳ھ میں برصغیر کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم دیوبند برائے حصول تعلیم تشریف لے گئے، اس وقت کے مایہ ناز علماء کبار سے شرف تلمذ حاصل کیا، اور ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء میں حضرت شیخ الحدیث مولانا فخر الدین صاحب سے بخاری شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی، اوراس کے اگلے سال دارالعلوم

سے افتا کیا، اور مختلف علوم وفنون کے حصول میں مزید دو سال لگائے۔

حضرت مولانا ایک مرتبہ فرما رہے تھے، کہ ابتدا میں مجھے کتابیں کم سمجھ میں آتی تھیں، تو میں نے علاجاً طبیعت پر جبر کر کے اللہ کے سہارے فن صرف ونحو کی کتابوں کا تکرار کرانا شروع کر دیا، بحمد للہ کچھ ہی دنوں میں کتابیں سمجھ میں آنے لگیں، اور یہ زمانہ میرا نہایت ہی پریشانی کا تھا، اور میں نے بہت ہی تنگ دستی کی حالت میں تعلیم حاصل کی ہے، چنانچہ مدرسہ امدادیہ چونا بھٹی کے قیام کے دوران تو رات میں چائے، کافی وغیرہ فروخت کر کے اپنا خرچ چلایا ہے، اور دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کے دوران تقریباً سات سال ناشتہ کی نوبت نہیں آئی، صرف مطبخ کے طعام پر قناعت کرتا ہوا تعلیم میں مشغول رہا ہوں۔

حضرت مفتی صاحب نے قطب وقت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مکیؒ سے جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ میں اپنا اصلاحی تعلق قائم فرما کر بھر پور اکتساب فیض کیا، اور حضرت شیخ ہی کی نگرانی وتربیت میں منازلِ سلوک طے کر کے رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ کی ستائیسویں شب میں نیابت واجازتِ خلافت کی خلعت سے سرفراز کئے گئے، اور اس موقع پر حضرت شیخ نے یہ ارشاد فرمایا کہ......مولوی احرار پیارے! جس نسبت کو حاصل کرنے کے لئے تم نے اس ناکارہ سے حسن ظن رکھا تھا، اللہ تعالیٰ نے وہ تمہیں مرحمت فرمائی ہے، میں تم کو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کی طرف بیعت کی اجازت دیتا ہوں، اس کے بعد فرمایا کہ میں تم کو اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو، اور اہل سنت والجماعت سے وابستہ رہو، اور بدعت ومعاصی سے بچو، اور غالباً یہ بھی فرمایا، کہ اس کی بہت حفاظت کی جیو۔ (حضرت شیخ الحدیث اور ان کے خلفاء جلد۲/۴۱۱)

اصلاحی خدمات: حضرت مفتی صاحب نے تکمیل سلوک اور

اجازت بیعت کے بعد اپنے شیخ ومربی حضرت شیخ الحدیثؒ کے ظاہری وباطنی فیوض کو عام کرنے کے لئے شہر وضلع بہرائچ میں بہت سے لوگوں کے قلوب کی اصلاح فرمائی، جس کے لئے تقریباً ہر سال اہتمام کے ساتھ رمضان المبارک کی ساعتوں میں شہر کی جامع مسجد میں اپنے مریدین ومتوسلین کے ساتھ اعتکاف فرماتے، اور بہت سے لوگوں کو اپنے تصوفی وسلوکی سلسلۃ الذہب میں جوڑ کر ان کی دنیا وآخرت کو آراستہ وپیراستہ فرماتے رہے، اسی لئے مولانا موصوف کے مریدین ومتعلقین کی ایک بڑی تعداد بہرائچ میں موجود ہے۔

تدریسی خدمات: حضرت مفتی صاحب نے فراغت کے بعد ۱۳۸۱ھ میں مدرسہ حسینیہ تاولی مظفر نگر سے تدریسی سفر کا آغاز کیا، پھر مدرسہ امدادیہ چونا بھٹی بمبئی اور دار العلوم بانس کنڈی آسام میں تدریسی خدمات انجام دیں، لیکن وطن سے دوری، طوالتِ سفر کی زحمت اور جامعہ مسعودیہ نور العلوم کے ارباب حل وعقد کے طلب کے باعث حضرت مولانا اپنے شیخ کے مشورے سے ۳۰ر مئی ۱۹۶۶ء کو جامعہ نور العلوم تشریف لے آئے، اور ۸ر جولائی ۱۹۷۳ء تک مسلسل ۷ر سال ایک ماہ تدریسی خدمات میں مصروف رہے، اس کے بعد اپنے خسر حضرت مولانا وکیل الدین صاحب کی دعوت پر مدرسہ کنز العلوم ٹانڈہ تدریس کے لئے تشریف لے گئے، اور وہاں بھی تقریباً ۷ر سال رہ کر طلبہ کی علمی پیاس بجھاتے رہے، لیکن مدرسہ کنز العلوم میں کچھ نامساعد حالات کے باعث حضرت مولانا نے یہاں سے منتقلی کا ارارادہ فرمالیا، جس کا علم کسی طرح جامعہ نور العلوم کے کارگذار مہتمم حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ کو ہوگیا، حضرت کارگذار مہتمم صاحب نے بلا تاخیر اپنے فرزندار جمند حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی کے ذریعہ دوبارہ نور العلوم تشریف آوری کا پیغام بھیج دیا، جسے حضرت مفتی صاحب نے قبول کرتے ہوئے ۸ر دسمبر ۱۹۸۰ء میں بحیثیت استاذ حدیث ونائب صدر مدرس نور العلوم تشریف لے آئے، اور

۱۹۸۵ء تک تقریباً ۵؍سال طلبۂ نور العلوم کو اپنے چشمۂ علم سے سیراب فرماتے رہے۔

پھر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ میں حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ کی دعوت پر سہارنپور تشریف لے گئے تھے، اسی موقع پر دیوبند کے سفر میں حضرت مولانا معراج الحق صاحبؒ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند کی خدمت میں حاضری کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کا دار العلوم دیوبند میں تدریسی خدمات کے لئے انتخاب ہوگیا ہے، اور حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ مہتمم دار العلوم دیوبند نے ملاقات کے وقت یہ فرما بھی دیا، کہ آپ شوال میں تشریف لے آئیں، چنانچہ حضرت مفتی صاحب شوال ۱۴۰۵ھ میں تشریف لانے کے بعد ۱۸؍رمضان ۱۴۱۴ھ تک تقریباً ۹؍سال ام المدارس دار العلوم دیوبند میں تعلیمی خدمات میں مصروف رہے، اور اس طرح حضرت نے اپنی زندگی کی تقریباً ۳۳؍ بہاریں تدریسی مشاغل میں گذار دیں۔

خصوصیات: حضرت مفتی صاحب کا مشکوٰۃ المصابیح کا درس بے حد مقبول تھا، نور العلوم اور دار العلوم دونوں جگہ مشکوٰۃ کا درس آپ سے برابر متعلق رہا، اس کے علاوہ ہدایہ ثالث، شرح عقائد، ملاحسن، میبذی وغیرہ کتب کا درس بھی آپ سے متعلق رہا ہے، حضرت بہت ہی اہتمام کے ساتھ عمیق مطالعہ اور تحقیق کے بعد ہی درس دیا کرتے تھے، طلبہ کی صحیح عبارت خوانی، تصحیح اعراب کے لئے نحوی صرفی قواعد کے اجرا پر خصوصی توجہ فرماتے تھے، آپ کا علم بہت گہرا تھا، علوم نقلیہ وعقلیہ میں پوری مہارت رکھتے تھے، وہ انتہائی محقق، مدقق ہونے کے باوجود مسائل بیان کرنے اور فتاویٰ کے جوابات وتصدیقات میں نہایت محتاط تھے، آپ مطالعہ کے بے حد شوقین تھے، کسی مسئلے کی اگر تلاش ہوتی تو یک لخت کتاب کھولتے اور مطلوبہ مسئلہ کھل جاتا تھا، بندہ ایک مرتبہ حضرت کے سر میں تیل لگا رہا تھا، دیکھا کہ بار بار آپ کتابیں الٹ رہے ہیں، تو میں نے عرض کیا، کہ حضرت کیا تلاش فرما رہے

ہیں،تو بتلایا کہ عرق مدنی کی تحقیق مطلوب ہے،تو میں نے عرض کیا کہ میں نے نورالایضاح کےص۳۸ پر لکھا ہوا دیکھا ہے "**کالعرق المدنی یقال له رشته**"حضرت نے فرمایا کہ کتاب لے آ ؤ چنانچہ کتاب پا کر بڑی خوشی کا اظہار کیا،اور بہت دعائیں دیں۔

حضرت مفتی صاحب کو اللہ نے بڑی خوبیوں کا مالک بنایا تھا، سادگی، خوش اخلاقی، وضع داری، خردنوازی آپ کا امتیازی وصف تھا، متعلقین، مسترشدین اور شاگردوں سے انتہائی شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے تھے،تواضع ،منکسرالمزاجی تو آپ کی عادتِ ثانیہ تھی، اکابرین دیوبند وسہارنپور سے بڑی گہری عقیدت اور وابستگی تھی۔

حلیہ: حضرت مفتی صاحب گورے رنگ،متوسط قد،صحت منداور ٹھوس جسم،خوبصورت آنکھوں، گھنی اور بھری داڑھی اور وجیہ چہرے کے حامل تھے، بدن پر سفید پوشاک،نصف ساق تک کلی دار کرتا،ٹخنہ سے اوپر شرعی پائجامہ،سر پر دوپلی ٹوپی آپ کا مخصوص لباس تھا۔

آپ کے مخصوص تلامذہ وفیض یافتہ: آپ کے تلامذہ وفیض یافتگان میں حضرت مولانا عبدالعلی صاحب فاروقی لکھنوی،حضرت مولانا مفتی وحید اللہ صاحب قاسمی ناظم مدرسہ بیت العلوم اللہ پوروہ، حاجی حشمت اللہ عرف گٹو، حاجی معین الدین مرحوم،مولانا ولی اللہ صاحب مظاہری امام عیدین وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ آپ کے بہت سے تلامذہ جامعہ نور العلوم ودیگر دینی اداروں میں خدمت انجام دے رہے ہیں، جوانشاءاللہ آپ کے لئے توشۂ آخرت اور رفع درجات کا باعث ہوں گے۔

وصال: حضرت مفتی صاحب نے ۲۱/شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ دارالعلوم دیوبند کی تعطیل کلاں میں سیتاپور کا سفر کیا، وہیں قلب میں ہلکا سا درد ہوا،تو معمولی دوا لے

کر بہرائچ تشریف لے آئے، اور پھر مریدین و متعلقین کے اصرار پر علاقہ قیصر گنج ''بانس گاؤں'' تشریف لے گئے، اور واپسی پر پھر درد محسوس ہوا، لیکن اس مرتبہ تکلیف کچھ زیادہ تھی، تو لوگوں کے مشورے سے بہرائچ ہسپتال میں داخل کر دیئے گئے، لیکن خاطر خواہ افاقہ نہ ہونے کے باعث لکھنؤ لے جانے کا مشورہ ہوا، چنانچہ ۷/ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ کو لکھنؤ میں ''لاری کارڈیالوجی سینٹر'' میں علاج شروع ہو گیا، اس درمیان دو جھٹکے لگے، پھر مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ کے ہمراہ جناب محمد طلحہ صاحب ابن فقیر محمد صاحب بغرض عیادت تشریف لائے، اور خواہش ظاہر کی کہ آپ میرے مکان پر آرام فرمائیں، اس لئے ۱۸/ رمضان ۱۴۱۴ھ دوپہر کے وقت حضرت مفتی صاحب کو ہسپتال سے جناب محمد طلحہ صاحب کے مکان پر منتقل کر دیا گیا، اور یہاں حضرت مفتی صاحب پورے دن بخیر وعافیت رہے، پھر اچانک رات ساڑھے دس بجے ایک جھٹکا لگا، جو بہت سخت تھا، اس کی سختی سے متاثر ہو کر حضرت مفتی صاحب بہت زور سے یا اللہ کہہ کر چہرہ قبلہ رو کر کے اپنے اعزہ واقارب اور اہل دنیا کو خیر باد کہہ کر راہی ملک بقا ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، وصال کی خبر بجلی کی طرح پھیل گئی، جنازہ بذریعہ بس وطن پکری رسول پور پہنچایا گیا، اور ۱۹/ رمضان ۱۴۱۴ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر سیکڑوں علما، مشائخ، خواص وعوام نے صاحبزادہ مولانا مفتی محبوب الرحمٰن صاحب قاسمی کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کر کے اس خزانہ خوبی کو ''آبائی قبرستان'' میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی قبر کو جنت کا باغ بنائے، اور کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے، اور ہم لوگوں کو حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁ ❁ ❁

ذکرافتخار

حضرت الحاج مولانا محمد افتخار الحق صاحب قاسمیؒ

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے دستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

بندہ حسبِ معمول اصول الشاشی کا سبق پڑھا رہا تھا، کہ اتنے میں ایک طالب علم محمد ارشد نے آکر دل دہلانے والی یہ خبر سنادی کہ ابھی سوادس بجے دن (۳۱؍جنوری ۲۰۰۸ء مطابق ۲۱؍محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بروز جمعرات) جامعہ نورالعلوم کے مہتمم حضرت الحاج مولانا محمد افتخار الحق صاحب قاسمیؒ کا وصال ہوگیا، یہ خبر سنتے ہی یک لخت ساری فضا سوگوار ہوگئی، فوراً درسگاہ سے اٹھ کر حضرت صدالمدرسین مولانا مفتی ذکراللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی درسگاہ میں پہنچا، اور حضرت کی ہمراہی میں مہتمم صاحبؒ کے عارضی دولت کدہ پر حاضر ہوا، جہاں آپ کے صاحبزادگان و متعلقین کثیر تعداد میں موجود تجہیز و تکفین کے انتظام میں مصروف تھے، وہاں پہنچ کر اولاً آپ کے جسد خاکی کی حسرت بھری نگاہوں سے زیارت کی، اور تعزیت مسنونہ پیش کی۔

حضرت مہتمم صاحب ایک علمی خانوادہ کے چشم و چراغ، حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحبؒ مہتمم اول کے فرزند ارجمند اور بانی جامعہ حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ کے بھتیجے تھے، آپ ایک متبحر عالم دین ہونے کے ساتھ خطاطی کے ماہر اساتذہ میں

سے تھے، اس فن خطاطی وخوش نویسی میں آپ کی مہارت موروثی تھی، قریبی اضلاع میں وہ اپنے فن میں منفرد تھے، اچھے اشتہارات ودیگر کاغذات کی کتابت کے لئے لوگ بالعموم آپ ہی سے رجوع ہوتے تھے، اور شوقین طلبہ کتابت کے فن کو سیکھنے کے لئے آپ کو گھیرے رہتے تھے، فن تفسیر آپ کا مخصوص فن تھا، کارا ہتمام کے ساتھ علی العموم جلالین شریف، ترجمہ قرآن کریم کا درس آپ سے متعلق رہتا تھا، اور اس فن کی کتابیں آپ بلا تکان پڑھاتے تھے، بندہ کو آپ سے فن تفسیر میں جلالین شریف نصف ثانی، فن حدیث میں الفیۃ الحدیث اور فن ادب میں القراءۃ الواضحہ ثالث پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، اسباق آپ بہت ہی تیاری وعمیق مطالعہ کے بعد پڑھایا کرتے تھے، اور متعلق طلبہ کا بیحد خیال فرماتے تھے، انہیں درس میں مطمئن کرنے کی پوری کوشش فرماتے تھے، جلالین شریف کے درس میں صاحب جلالین کی اضافہ کردہ عبارت کی وجہ، شانِ نزول، مشکل صیغوں کا حل، اور تراکیب پر خصوصی توجہ فرماتے تھے، الفیۃ الحدیث بھی مخصوص تحقیق کے ساتھ مخصوص انداز میں پڑھایا کرتے تھے، قرآن کریم سے بہت گہرا شغف تھا، موقع پاتے ہی تلاوت میں لگ جاتے تھے، حفاظِ قرآن تراویح میں اگر کوئی غلطی کرتے تو فوراً لقمہ دیتے، اور حضرت مہتمم صاحب کی موجودگی حافظ کے لئے کسی حافظ کی موجودگی سے کم نہ ہوتی، اسی طرح نعت گوئی کا بھی پاکیزہ ذوق آپ کو تھا، منوؔر آپ کا تخلص تھا، آپ کی کئی حمد ونعت رسائل وجرائد میں شائع ہوئیں ہیں، جس کو اہل علم نے پسند بھی کیا ہے، آپ نہایت حلیم وبردبار، خوش اخلاق، خردوں پر بے پناہ شفیق ومہربان تھے، خلوت نشینی کو ہمیشہ پسند فرماتے اور ترجیح دیتے تھے، بیعت وسلوک میں آپ کا تعلق حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہٗ سے تھا، لیکن اجازت آپ کو ایک صاحبِ سلسلہ بزرگ حضرت مولانا حکیم منیر الدین صاحب امام شاہی مسجد مئو سے حاصل تھی، اور اسی سلسلے سے آپ

لوگوں کو بیعت بھی کرتے تھے، عاقل پور، نرہر گونڈہ کا علاقہ آپ کے خاص معتقدین میں تھا، عیدین کی نماز اور ویسے بھی وقتاً فوقتاً اس علاقے میں آپ کی آمد ورفت کا سلسلہ تھا، طبیعت میں غایت درجہ عاجزی وانکساری تھی، ہر ایک کے ساتھ بڑی شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے تھے، طلبہ واساتذہ کے ساتھ ہمیشہ بڑا خیرخواہانہ معاملہ رکھتے تھے، آپ کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد جامعہ اور ملک کے مختلف اداروں میں مختلف مناصب پر فائز رہ کر علم دین کی خدمت انجام دے رہی ہے، جو انشاء اللہ موصوف کے لئے توشۂ آخرت اور رفع درجات کا باعث ہوں گے، آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ گھر یا مدرسہ میں گذارا ایک زمانے تک کتابت اور اکلیل پریس جو آپ کے دادا حضرت مولانا نور محمد صاحبؒ کا قائم کردہ تھا، اور جہاں سے انھوں نے اپنے شیخ ومرشد حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ مہاجر مکی کی تصنیف کردہ حاشیہ تفسیر ''الاکلیل علی مدارک التنزیل'' شائع کی تھی اس سے وابستگی رہی، مچھلی کے شکار کے بھی آپ شوقین تھے، اس کے علاوہ اللہ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نواز رکھا تھا۔

تعلیم اور اساتذہ: حضرت مہتمم صاحبؒ ۲۲/اپریل ۱۹۳۱ء کو محلّہ ناظر پورہ شہر بہرائچ میں پیدا ہوئے، آپ کے آباواجداد قصبہ رسڑا ضلع بلیا کے باشندے تھے، اور وہاں سے آکر مستقل بہرائچ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، متوسطات تک تعلیم آپ نے جامعہ نور العلوم میں حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ شیخ الحدیث جامعہ، صاحب مصباح اللغات حضرت علامہ عبدالحفیظ صاحب بلیاویؒ، حضرت مولانا محمد سلامت اللہ صاحبؒ صدر المدرسین جامعہ، حضرت مولانا حافظ نعمان بیگ صاحب مہاجر مکیؒ ناظم تعلیمات جامعہ، اور حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحبؒ اعمیٰ سے حاصل کی، اور اعلیٰ تعلیم از ہر ہند دار العلوم دیوبند میں اس وقت کے مایہ ناز علما میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب مولانا

اعزاز علی صاحب امروہیؒ، حضرت علامہ ابراہیم صاحب بلیاویؒ، حضرت مولانا فخر الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا بشیر احمد صاحبؒ وغیرہ سے حاصل کر کے ۱۹۵۰ء میں امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی، اور قاسمی سلسلۃ الذہب میں شامل ہو گئے۔

خدمات: دارالعلوم سے فراغت کے بعد ہی جامعہ نور العلوم میں تدریس کے لئے مقرر ہو گئے، دوران تدریس ۱۹۵۳ء میں الہ آباد بورڈ سے فاضلِ دینیات ہوئے ۱۹۵۴ء میں بانی جامعہ حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ نے جامعہ ہذا کی مجلس شوریٰ کی رکنیت کے لئے انتخاب فرمایا، اور ۲۲؍جنوری ۱۹۶۱ء کو جامعہ نور العلوم کے سابق کارگذار مہتمم حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ کی تجویز اور اس دور کی مجلسِ شوریٰ کے اہم فیصلے کے مطابق جامعہ کے منصبِ اہتمام پر فائز ہوئے، اور اس وقت سے تادمِ آخر تقریباً ۴۶؍سال ایک ماہ بڑی ہی خوش اسلوبی سے اہتمام کی مفوضہ ذمہ داری کو نبھایا، آپ کے دورِ اہتمام میں ''نور العلوم'' مدرسہ سے ''جامعہ'' کے مقام کو پہنچ گیا، اللہ پاک ادارہ کو ہر قسم کے شرور وفتن سے محفوظ فرما کر مزید ترقیات سے نوازے، آپ کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے۔

اولاد: حضرت مہتمم صاحبؒ کے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئی، دو بیٹوں کا انتقال ہو چکا ہے، اس وقت تین صاحبزادے حافظ اظہار الحق صاحب نوری، مولانا قاری نثار الحق صاحب قاسمی، مولانا ابرار الحق صاحب قاسمی اور ایک بیٹی بقید حیات ہیں۔

تدفین: آپ کی نماز جنازہ شہر کی جامع مسجد کے صحن میں آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابرار الحق صاحب قاسمی نے پڑھائی، اور تدفین ''مولوی باغ'' قبرستان میں ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت کی بارش برسائے، جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

❁ ❁ ❁

نعت شریف

حضرت مولانا افتخارالحق صاحبؒ سابق مہتمم جامعہ ہذا
تخلص ''منور''

میرے دل میں ان کا خیال اللہ اللہ	☆	مقدر کا میرے کمال اللہ اللہ
تجلی ہے آنکھوں میں کعبہ کی اب تو	☆	زہے کس قدر ہے جلال اللہ اللہ
اگر کاش ہوتی حضوری حرم کی	☆	تو ہوجاتا میں بھی نہال اللہ اللہ
پہنچتا ترے در پہ حسرت ہے دل کی	☆	ختم ہوتا میرا ملال اللہ اللہ
گناہوں کی کثرت سے مایوس ہے دل	☆	کرم کا ہے ان کے خیال اللہ اللہ
یہ طیبہ ہے طیبہ محمدؐ کا طیبہ	☆	ہر اک سمت ان کا جمال اللہ اللہ
تڑپتا ہے دل ان کی زیارت کو یا رب	☆	نہیں دل میں کوئی خیال اللہ اللہ
دوبارہ حضوری کی ہے اب تمنا	☆	زہے گر ہو پورا سوال اللہ اللہ
رسائی اگر ان کے روضے پہ ہوتی	☆	تو مٹ جاتے سارے ملال اللہ اللہ
خدا کے ہیں پیارے خدا کے دلارے	☆	محمد نبی خوش خصال اللہ اللہ
بیاں کر سکوں کیا تمہاری صفاتیں	☆	ارے کیسی میرے مجال اللہ اللہ

بیاں آپؐ کا اور زبانِ منوؔر
ارے چپ یہ تیری مجال اللہ اللہ

❁ ❁ ❁

ایک مہربان استاذ

حضرت مولانا عابد علی صاحب نوریؔ

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

حضرت مولانا عابد علی صاحب نوریؔ بھی جامعہ مسعودیہ نورالعلوم کے قدیم اساتذہ کرام میں سے ہیں۔ مولانا موصوف ۸؍دسمبر ۱۹۲۲ء کو شہر بہرائچ کے محلّہ سالار گنج میں پیدا ہوئے۔

تعلیم اور فراغت: حضرت مولانا نے ابتدائی تعلیم جامع العلوم پٹکاپور ضلع کانپور میں حاصل کی۔ اور آخری تعلیم جامعہ نورالعلوم میں اس وقت کے اساتذہ، بانی جامعہ حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامی صاحبؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حمید الدین صاحب قدس سرہ حضرت مولانا محمد سلامت اللہ بیگ صاحب قاسمیؔ وغیرہ سے حاصل کر کے ۱۳؍اکتوبر ۱۹۳۸ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ اور نورالعلوم کے ممتاز فضلا میں شمار ہوئے۔ اور ۱۹۵۲ء میں الہ آباد بورڈ سے عالم کا امتحان دے کر نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اور اسی سال جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب ماہر کا امتحان دیا۔

تدریس: حضرت مولانا کا جامعہ نورالعلوم میں تقرر برائے تدریس جولائی ۱۹۵۰ء میں ہوا۔ اور اس کے بعد سے ۳۴؍سال ۷؍ماہ مسلسل نورالعلوم ہی میں بہت ہی کامیابی کے ساتھ تدریسی خدمات میں مصروف رہے۔

درس کی خصوصیات: حضرت مولانا کو بہت سے فنون میں مہارت حاصل تھی۔لیکن فن نحو، ادب، اورتراجم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔آپ کا درس بیحد مقبول ہوتا تھا۔درسگاہ میں ہی اسباق یاد کرادیا کرتے تھے۔

مسئلہ کوصاف صاف بالکل یقین کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔اور فرماتے تھے کہ صاحب اس کو ایسے ہی یاد کرلیاجائے، اس کے خلاف بالکل نہیں ہے، دورانِ درس بہت مختصر اور جامع کلام فرماتے،شوال وشعبان کا سبق آپ کا یکساں ہوا کرتا تھا،اورآپ اسباق کے بہت پابند تھے۔

مولانا قاری عبدالوحیدنوریؒ نے بھی اپنی تصنیف لغات القرآن کے دیباچہ میں آپ کی درسی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ حضرت مولانا کی طبیعت میں سادگی،سنجیدگی تھی،آپ اس قدر صاف اور ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے کہ لکھنے والا آپ کے کلمات بغیر کسی پریشانی کے قلم بند کرسکتا تھا،کیسا ہی سخت اور پیچیدہ سبق کیوں نہ ہو،مختلف قسم کی مثالیں دےکرآپ سبق بالکل بآسانی سمجھادیتے تھے۔

بندہ کوبھی حضرت مولانا سے ترجمہ قرآن کریم، مقامات حریری،نورالایضاح، منہاج العربیہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

خوبیاں: حضرت مولانابہت ہی شاہانہ مزاج اورنفیس طبیعت کےحامل انسان تھے،کھاناعمدہ اورسلیقہ سے بناہوا تناول فرماتے تھے،اکثر وبیشتر خالص دیسی گھی، یا سرسوں کا تیل استعمال کرتے تھے،سبزیوں میں پہاڑی آلو، دیسی پرول بہت ہی اہتمام سے خریدوایا کرتے تھے، پان بھی دیساوری استعمال فرماتے تھے، ہوٹل کی پکی ہوئی چیزوں سے بالکلیہ احترازفرماتے تھے،جب کسی طالب علم کی دعوت لیتے توسامنے بٹھا کر بڑےاہتمام سے کھانا کھلاتے تھے،اورمعلوم کرتے رہتے تھے، کہ کیا کھانا ٹھیک پکا ہے؟جب طالب علم کہتا کہ حضرت کھانابہت ہی عمدہ پکاہے،توفرماتے کہ کھانامیں نے اپنی نگرانی میں پکوایاہے،اورکھانے

میں خالص دیسی گھی پڑا ہوا ہے، کیوں کہ ڈالڈے نے میرے گھر میں کبھی قدم بھی نہیں رکھا ہے، غالباً دومرتبہ حضرت مولانا کے گھر احقر کو بھی کھانا کھانے کا موقع میسر ہوا ہے، جس کا مزہ اب تک محسوس کرتا ہوں، اسی طرح جوتا مسلسل چمڑے کا استعمال فرماتے، پلاسٹک کے جوتے یا چپل بالکل نہیں استعمال فرماتے تھے۔

حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ نے عمدہ آواز عطا کی تھی، قرآن کریم بہت ہی اچھا پڑھتے تھے، اور فرماتے تھے، کہ جب میں سالارگنج میں حاجی منظور احمد مکرانی صاحب والی مسجد میں امامت کرتا تھا تو فجر کی نماز میں میری قرأت کو مقتدیوں کے علاوہ محلّہ کی عورتیں اور مرد کھڑے ہوکر سنا کرتے تھے۔

حضرت مولانا میں صفائی معاملہ کا وصف نمایاں تھا، اخیر عمر میں جب کمزور ہوگئے تھے، اور پیدل جامعہ حاضر ہونے میں پریشانی ہونے لگی تھی، تو کسی طالب علم کے ذریعہ کرایہ کی سائیکل پر سوار ہوکر آنا جانا ہوتا تھا، اس کے کرایہ کے لئے کھلے پیسے ہمراہ لاتے تھے، اور اصرار کرکے کرایہ عنایت فرماتے تھے، اور اس خدمت کے لئے احقر، مولانا وصی الدین صاحب گورکھپوری، حافظ اشفاق احمد بیگ صاحب نوریؔ وغیرہ کا انتخاب ہوا۔

اسی طرح سردیوں میں دوپہر کا کھانا ہمراہ لاتے تھے، اور جامع مسجد میں تناول فرماتے اور ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر دوسرے وقت مدرسہ حاضر ہوجاتے تھے۔

اولاد: حضرت مولانا کی کوئی اولاد نرینہ نہیں ہوئی، صرف ایک بچی منور جہاں نامی تھی، جو محترم جناب محمد ہارون صاحب ڈومریا گنج کو منسوب ہیں، جناب محمد ہارون صاحب مولانا کے مکان میں قیام پذیر ہیں، اور درگاہ شریف کی طرف دوکان کرتے ہیں۔

مخصوص تلامذہ: آپ کے تلامذہ میں جامعہ نورالعلوم کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمیؔ، صدر المدرسین حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب قاسمیؔ، حضرت مولانا مفتی اکرام الدین صاحب قاسمیؔ، حضرت مفتی اشتیاق احمد

صاحب قاسمی، سابق استاذ نور العلوم حضرت مولانا محمد عظیم خانصاحب بڑیہاٹ، حضرت مولانا مفتی نعمت اللہ صاحب قاسمی صدر مدرس مدرسہ فرقانیہ گونڈہ، حضرت مولانا قاری عبد الوحید نوریؒ جامعہ نور العلوم کی مجلس شوریٰ کے نائب صدر حضرت مولانا محمد سعید صاحب قاسمی خیر تیا، حضرت مولانا محمد عرفان صاحب قاسمی مبلغ دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا ظفر کمال صاحب مظاہری نانپارہ، اور مولانا محمد سلیم صاحب بابا گنج مولانا محمد ظہیر صاحب قاسمی بانس گاؤں، حافظ قاری نہال الدین نوری وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ آپ کے بہت سے تلامذہ اور شاگرد جامعہ ہذا اور ملک کے دوسرے اداروں میں دینی خدمات میں مصروف ہیں، جو انشاءاللہ توشۂ آخرت اور رفع درجات کے باعث ہوں گے۔

وصـــال: حضرت مولانا ویسے تو صحت مند تھے، لیکن گھٹنوں کی تکلیف پریشان کرتی تھی، اسی تکلیف کی وجہ سے ایک دن گر پڑے، جس کی وجہ سے خاصی چوٹ آ گئی، اور اسی حال میں تقریباً دو ہفتہ صاحب فراش رہے، اور بالآخر فروری ۱۹۸۵ء میں بعمر ۶۲ رسال ۲ رماہ سینکڑوں سوگواروں کو چھوڑ کر اس عالم فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا کے جسد خاکی کو سابق شیخ الحدیث جامعہ ہذا حضرت مولانا مفتی احرار الحق صاحبؒ فیض آبادی کے زیرنگرانی حضرت مولانا مفتی ذکراللہ قاسمی، حضرت مولانا حیات اللہ قاسمی، اور آپ کے خصوصی فیض یافتہ الحاج ماسٹر عبدالخالق صاحب سالار گنج، اور جناب عبدالمعید صاحب نے غسل دیا، اور جنازہ کی نماز بھی حضرت مولانا مفتی احرار الحق صاحب نے پڑھائی، اور پھر اس علمی خزانے کو شہر کے مشہور قبرستان ''عیدگاہ'' میں سپرد خاک کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ حضرت کے ساتھ اپنا خصوصی فضل کا معاملہ فرمائے۔ (آمین)

❁ ❁ ❁

ایک شفیق استاذ

حضرت مولانا سمیع اللہ صاحب نوریؒ

چھوڑ کر مانند بو، میرا چمن جاتا ہوں میں
رخصت اے بزم جہاں، جاتا ہوں میں

جامعہ نور العلوم کے قدیم اور معروف اساتذہ کرام میں ایک نام حضرت مولانا سمیع اللہ صاحب کا بھی ہے۔ حضرت مولانا شہر بہرائچ کے محلّہ قاسم پورہ میں ۱۷ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۱۹ء کو پیدا ہوئے، مولانا موصوف کے والد محترم کا نام جناب امیر اللہ شاہ تھا۔

تعلیم اور اساتذہ: حضرت مولانا نے از اول تا آخر جامعہ نور العلوم میں ہی اس وقت کے اساتذہ کرام حضرت مولانا محفوظ الرحمان صاحب نامیؒ، حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ، حضرت مولانا محمد سلامت اللہ صاحب بیگؒ، حضرت مولانا حافظ نعمان بیگ صاحبؒ سے تعلیم وتربیت حاصل کی، اور ۱۹۴۲ء میں جامعہ سے فراغت حاصل کی، اس کے بعد ۱۹۵۳ء میں الٰہ آباد بورڈ سے مولوی، اور ۱۹۵۵ء میں الٰہ آباد بورڈ سے ہی عالم کا امتحان دے کر نمایاں کامیابی حاصل کی۔

مدت تدریس: مارچ ۱۹۴۳ء میں جامعہ ہٰذا کے ذمہ داروں نے آپ کو تدریس کے لئے منتخب کیا، اس کے بعد سے تادمِ آخر مسلسل ۳۴ رسال مختلف علوم وفنون کی کتابوں کا درس دیتے رہے۔

اوصاف اور خوبیاں: مولانا موصوف انتہائی متواضع، سلیم الطبع، نیک دل بزرگ تھے، ترجمہ قرآن کریم کے آخری پارے، عربی ادب کی کتابیں، ابتدائی کتابوں کے ساتھ ساتھ آپ کے زیر درس رہتی تھیں، آپ اسباق کے بہت پابند تھے، طلبہ سے اسباق بڑے اہتمام سے سنتے اور یاد کراتے تھے۔

حضرت مولانا انتہائی سادہ مزاج، بڑے مخلص، اور بے تکلف انسان تھے، اپنے تلامذہ پر بیحد شفقت فرماتے تھے، طلبہ بھی آپ کے بہت ہی قریب آپ سے گھلے ملے رہتے تھے، کوئی طالب علم اگر آپ سے کہتا کہ حضرت آپ جو کھا رہے ہیں اس میں سے تبرک کے طور پر ہمیں بھی کچھ عنایت فرمادیں، تو مزاحاً فرماتے ''جا چورا ہے سے لے آمیں کھا کر تبرک چھوڑ دوں گا''۔ اگر کوئی طالب علم غلطی کرتا اور اس کی شکایت آپ تک پہنچتی تو دو طالب علموں کی شرعی شہادت کے بعد ہی طالب علم کو سزا دیتے۔ طریقہ یہ ہوتا کہ چھڑی بہت زور سے اٹھاتے لیکن ضرب آہستہ لگاتے، امتحان کے مواقع پر طلبہ کا بہت خیال فرماتے تھے، امتحان کی پوری تیاری کراتے اور طلبہ کی مناسب رہنمائی کرتے تا کہ کتابیں انہیں پوری طرح یاد ہو جائیں۔

مخصوص تلامذہ: حضرت مولانا کے تلامذہ میں جامعہ کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمیؔ، صدر المدرسین حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب قاسمیؔ، حضرت مولانا محمد عظیم خانصاحب بڑیہاٹ، مولانا قاری عبد الوحید صاحب نوریؒ، مولانا محمد عنایت اللہ قاسمیؔ، مولانا نذر محمد قاسمیؔ، مولانا محمد مرسلین صاحب قاسمیؔ، مولانا مفتی نعمت اللہ صاحب صدر المدرسین مدرسہ فرقانیہ گونڈہ، مولانا محمد سعید قاسمیؔ خیرتیا، مولانا ظفر کمال مظاہریؔ نانپارہ، مولانا محبوب احمد قاسمیؔ نواب گنج، اور مولانا غیاث الدین کڑونی، مولانا محمد ظہیر صاحب قاسمیؔ بانس گاؤں وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ

بھی آپ کے بہت سے تلامذہ اور شاگرد ہندوستان کے مختلف مدارس میں دینی اور تعلیمی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

اولاد: حضرت مولانا کی اولاد میں دو صاحب زادے (۱) اقبال احمد (۲) انعام اللہ اور چار صاحب زادیاں شاکرہ بیگم، سالمہ بیگم، فاطمہ بیگم اور آمنہ بیگم ہیں، ان میں سے پہلی تین صاحب زادیاں شہر بہرائچ ہی میں منسوب ہیں جبکہ آمنہ بیگم نانپارہ میں منسوب ہیں، صاحب زادگان اپنے آبائی مکان قاسم پورہ میں سکونت پذیر ہیں۔

وصال اور آخری آرام گاہ: حضرت مولانا صحت مند بدن کے مالک تھے، اچانک امتحان سالانہ کی تعطیل کلاں میں طبیعت خراب ہوئی، فوراً صدر ہاسپٹل میں داخل کئے گئے، اور علاج معالجہ کے بعد افاقہ ہوگیا، ڈاکٹروں نے اگلے دن چھٹی کرنے کا ارادہ بھی کررکھا تھا، لیکن کسی کو کیا معلوم تھا کہ وقت مدعو آگیا ہے، چنانچہ ۳؍ رمضان مطابق ۲۰؍اگست ۱۹۷۷ء کو افطار کے بعد تراویح سے پہلے بعمر ۵۸؍سال ۵؍ماہ ۱۹؍یوم اپنے حصے کی خدمات انجام دے کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولانا کی نماز جنازہ شہر کی جامع مسجد میں جناب حافظ قاری عبد اللطیف صاحب صدر شعبہ حفظ جامعہ مسعودیہ نور العلوم و امام جامع مسجد کی اقتدا میں ادا کی گئی، اور تدفین عیدگاہ قبرستان میں ہوئی، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کے ساتھ اپنا خصوصی فضل فرمائے۔ (آمین)

۞ ۞ ۞

ایک مشفق استاذ

حضرت مولانا غلام احمد صاحب نوریؒ

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا، بے آہِ سحر گاہی

جامعہ مسعودیہ نور العلوم کے قدیم اساتذہ کرام میں سے حضرت مولانا غلام احمد خانصاحب ابن عثمان غنی خانصاحب بھی گذرے ہیں، جو ابتداء میں "منشی غلام احمد" کے نام سے مشہور تھے، مولانا موصوف ۱۱/ جنوری ۱۹۳۶ء کو بہرائچ ضلع کے مشہور قصبہ نواب گنج علی آباد کے مضافات میں واقع موضع کشن گاؤں میں پیدا ہوئے۔

تعلیم اور قابلیت: حضرت مولانا نے ابتدائی تعلیم جونیر ہائی اسکول نواب گنج علی آباد میں حاصل کی، اور ۱۹۵۳ء میں بعمر ۱۶/ سال برائے حصول تعلیم جامعہ مسعودیہ نور العلوم تشریف لائے، اور اس وقت کے ماہرین اساتذہ نور العلوم بانی جامعہ حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامیؒ، حضرت مولانا محمد سلامت اللہ بیگ صاحبؒ، حضرت مولانا حافظ محمد نعمان بیگ صاحبؒ مہاجر مکی، حضرت مولانا عبد الصمد صاحبؒ گورکھپوری، اور حضرت مولانا حافظ حبیب احمد اعمٰی صاحبؒ سے بھر پور اکتسابِ فیض کیا، اور مئی ۱۹۵۹ء میں فاضلِ نور العلوم ہوکر "نوری سلسلۃ الذہب" میں شامل ہوگئے۔

اور اسی دوران حضرت مولانا نے ۱۹۵۳ء میں الہ آباد بورڈ سے "منشی"، ۱۹۵۶ء

میں ''مولوی'' ۱۹۵۸ء میں عالم، اور اردو مڈل، ۱۹۵۱ء میں ہندی مڈل، اور ۱۹۵۹ء میں جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب ماہر کا امتحان دیا، اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔

تدریسی خدمات: حضرت مولانا موصوف کی صلاحیت اور حوصلہ مندی کو دیکھ کر جامعہ کے ذمہ داران نے ۲۵/اپریل ۱۹۵۹ء کو شعبہ پرائمری کا استاذ مقرر کر دیا، اور کچھ دنوں کے بعد اسی شعبے کا صدر بھی منتخب کر دیا، آپ کی محنتوں، کاوشوں، اصول وضوابط کی پابندی، اور لگن کی وجہ سے شعبہ پرائمری کو بہت ترقی ملی، اور اس کا تعلیمی معیار بلند ہوا، لوگ اپنے نونہالوں کو نور العلوم کے شعبہ پرائمری میں داخل کرنے کے لئے ''ماہ جولائی'' کا شدت سے انتظار کرنے لگے۔

لیکن حضرت مولانا کی دیرینہ خواہش شعبہ عربی میں آنے کی تھی، نیز شعبہ پرائمری میں تدریس کے زمانہ میں اپنے مخصوص استاذ حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیٰ کو متعلقہ کتب مطالعہ کرانے کے باعث متوسطات تک کی کتابیں کافی مضبوط کرلیں تھیں، اس لئے جامعہ کے ذمہ داروں نے حضرت مولانا کو ۱۹۷۸ء میں شعبہ پرائمری سے ترقی دے کر شعبہ فارسی وعربی میں منتقل کر دیا تھا۔

خصوصیات درس

چنانچہ حضرت مولاناؒ نے اسی محنت وکاوش اور تڑپ کے ساتھ شعبہ فارسی وعربی میں بھی پڑھانا شروع کیا مولانا موصوف متعلقہ کتابوں کو پوری تیاری، عمیق مطالعہ کے بعد پڑھاتے تھے، سمجھانے والی کتابوں میں جب تک طلبہ قاعدہ سے سمجھ کر مطمئن نہیں ہو جاتے تھے، سمجھاتے ہی رہتے تھے، اور سننے سنانے والی کتابیں بڑے ہی اہتمام سے سنتے تھے، بغیر خود سنے سبق آگے بڑھاتے ہی نہیں تھے، طلبہ پر بے حد شفقت کا معاملہ فرماتے تھے، دورانِ

درس کبھی بھی خفا نہیں ہوتے تھے، چاہے طالب علم ایک مسئلہ کئی کئی بار پوچھے، بڑی بشاشت کے ساتھ بتلاتے اور سمجھاتے تھے، صحیح عبارت خوانی پر بہت زور دیتے تھے، اعرابی غلطی پر پوری نشاندہی فرماتے ہوئے فوراً ترکیب کی طرف متوجہ کرتے تھے۔

بندہ کو بھی حضرت مولاناؒ سے مالا بدمنہ، علم الصیغہ، فصول اکبری، شرح ماۃ عامل، ہدایۃ النحو، قصص النبیین، تیسر المنطق، ایساغوجی، مرقات، آمد نامہ وغیرہ کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

مدت تدریس: حضرت مولانا موصوف نے بڑی ہی کامیابی کے ساتھ تقریباً ۲۸/ سال ۷/ ماہ جس میں سے تقریباً ۱۹/ سال شعبہ پرائمری اور آخر کے تقریباً ساڑھے نو سال شعبہ فارسی وعربی میں تدریسی خدمات انجام دیں ہیں۔

وصال: حضرت مولانا اپنے معمولات، واوقات مدرسہ کے انتہائی پابند انسان تھے، آپ مسجد چکیا املی قاضی پورہ میں پنج وقتہ نمازوں کے امام تھے، اور جمعہ کی نماز شہر کی جامع مسجد میں پڑھنے کا اہتمام فرماتے تھے، مسجد چکیا املی میں ترجمہ قرآن کریم سنانے کا معمول تھا، اور اس مسجد میں قائم جامعۃ الصالحات (نسواں) کے منیجر بھی تھے۔

مولانا موصوف میں سادگی، خوش اخلاقی، وضع داری خرد نوازی، کا وصف امتیازی طور پر موجود تھا، تواضع تو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی، اپنے اساتذہ کرام خصوصاً حضرت مولانا حافظ محمد نعمان بیگؒ مہاجر مکی، اور حضرت مولانا حافظ حبیب احمد اعمیٰ صاحبؒ سے عشق کے درجہ کا انھیں تعلق تھا، اور انتہائی درجہ کی عقیدت ومحبت تھی۔

وصاف: حضرت مولانا صحت مند جسم کے مالک تھے، لیکن وصال سے چند ماہ قبل ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو گئے تھے، جس کی وجہ سے تقریباً ڈھائی ماہ صاحبِ فراش رہ کر ۲۷/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۶/ فروری ۱۹۸۸ء بروز سہ شنبہ شام سوا سات بجے

بعمر ۵۲ /سال ایک ماہ اپنے عارضی مکان واقع متصل مسجد چکیا املی قاضی پورہ شہر بہرائچ انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، تجہیز وتکفین کی تیاریاں شروع ہوگئیں، اور اگلے دن ۱۷/فروری ۱۹۸۸ء کو سیکڑوں علماء، اساتذہ وطلبہ، عوام وخواص نے شہر کی جامع مسجد کے صحن میں مولانا مرحوم کے حقیقی بھائی حضرت مولانا مفتی نذیر احمد صاحب قاسمی کی زیر اقتداء نماز جنازہ ادا کی اور تدفین شہر کے مشہور قبرستان ''عیدگاہ'' میں ہوئی، حضرت مولانا کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ کے علاوہ چار صاحبزادے مولانا محمد شکیل قاسمی، سعید احمد، حافظ مسعود احمد، مولانا محمود احمد قاسمی، اور چار صاحبزادیاں بریرہ خاتون، فریدہ خاتون، صبیحہ خاتون، انیسہ خاتون ہیں۔

اور جامعہ مسعودیہ نور العلوم کے موجودہ اساتذہ کرام میں سے حضرت مولانا مفتی اکرام الدین قاسمی، حضرت مولانا مفتی اشتیاق احمد قاسمی، حضرت مولانا محمد عنایت اللہ صاحب قاسمی، حضرت مولانا ابوالکلام صاحب قاسمی، حضرت مولانا مفتی صہیب احمد قاسمی، حضرت مولانا نذر محمد قاسمی اور آپ کے داماد جناب حافظ قاری نہال الدین صاحب نوری آپ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں، ان کے علاوہ آپ کے بہت سے شاگرد جامعہ ہذا ودیگر اداروں میں علم دین کی خدمت میں مصروف ہیں، جو انشاءاللہ مولانا موصوف کے لئے توشۂ آخرت اور رفع درجات کے باعث ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کاملہ فرمائے، آپ کی خدمت کو قبول فرمائے قبر کو جنت کا باغ بنائے، اور جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے، اور پسماندگان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ (آمین)

۞ ۞ ۞

حضرت مولانا قاری عبدالوحید نوریؒ صاحبؒ

خوب کی سیر چمن، پھول چنے شاد رہے
باغباں! جاتا ہوں میں گلشن تیرا آباد رہے

مولانا قاری عبدالوحید صاحبؒ موضع سہونڈا، باغ نگر ضلع بستی (سنت کبیر نگر) کے ایک کاشتکار گھرانے میں ۱۴؍فروری ۱۹۵۱ء کو پیدا ہوئے، ان کے والد محترم جناب خوشی اللہ صاحب اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلانے کے بہت خواہش مند تھے، چنانچہ قاری عبد الوحید صاحبؒ جوان کی سب سے بڑی نرینہ اولاد تھے، ان کو حفظ قرآن کی تعلیم میں لگا دیا، اور مقامی مدرسہ میں حفظ کرنے کے بعد مزید پختگی کے لئے ۲۴؍فروری ۱۹۶۴ء کو جامعہ مسعودیہ نور العلوم کے درجہ حفظ میں داخلہ کرا دیا، ابھی چند ماہ ہی گذرے تھے کہ اچانک جون ۱۹۶۴ء میں ان کے والد اللہ کو پیارے ہو گئے، قاری صاحبؒ ابھی محض ۱۴؍سال کے لڑکے تھے، مزید تین بھائی بہت چھوٹے تھے، جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے، کہ وہ کیسی ناگہانی مصیبت میں گرفتار، اور کیسی تشویشناک صورت حال سے دوچار ہوئے ہوں گے۔

مگر علم کے شوق میں والد مرحوم کے تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر والدہ سے ایک سال میں حفظ مکمل کرنے کے لئے اجازت حاصل کر کے پھر جامعہ نور العلوم آ گئے، اور اپنی لگن و شوق سے ایک ہی سال میں حفظ قرآن مع تجوید و قرأت مکمل کر لیا، اور پھر آگے شعبہ فارسی و عربی میں داخلہ لیا، لیکن گھر کا کوئی سرپرست نہ ہونے اور تعلیم ناقص رہ جانے کی وجہ سے بہت زیادہ فکر مند ہوئے، چنانچہ جامعہ کے سابق کارگزار مہتمم حضرت مولانا کلیم اللہ

صاحب نوریؒ نے قاری صاحبؒ سے پوچھا کیا تم پڑھنا چاہتے ہو؟ کہا کہ ہاں ہم پڑھنا چاہتے ہیں تو مولاناؒ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم میرے پاس رہو اور پڑھو میرے بچوں کی طرح تم بھی میرے ایک بچے ہو، پھر حضرت مولاناؒ نے ان کی کفالت کی اور بچوں کی طرح ان کی پرورش کی، جس کی وجہ سے موصوف مرحوم نے درجات وسطیٰ تک تعلیم باضابطہ حاصل کر لی، لیکن درمیان میں اپنے چھوٹے بھائیوں اور گھر کے انتظام کی فکر نے مزید تعلیم سے کنارہ کشی پر مجبور کر دیا چنانچہ آپ کو تعلیم چھوڑنا پڑا، تو پھر مربی خاص حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ نے حافظ قاری عبدالوحید صاحب نوریؔ مرحوم کو تقریباً ۱۹؍سال کی عمر میں دسمبر ۱۹۶۹ء کو جامعہ ہذا کے درجہ حفظ کا استاذ مقرر کرا دیا، اور اس طرح ان کی معاشی فکر کو دور کر دیا، اور موصوف مرحوم پوری تندہی سے اپنے فرائض منصبی پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ذہنی وطبعی اخاذی کی وجہ سے اپنی علمی صلاحیت بھی بڑھاتے رہے اور ان ہی ایام میں مولوی، عالم، فاضل دینیات، فاضل معقولات اور فاضل طب وغیرہ میں امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی، اور جامعہ نورالعلوم کے درجہ حفظ میں تقریباً ۱۵؍سال تک تعلیمی خدمت میں مصروف رہے، چنانچہ موجودہ نورالعلوم کے شعبہ حفظ میں اکثر آپ کے تلامذہ خدمت کر رہے ہیں۔

پھر حسن کارکردگی کے باعث مرحوم کو جون ۱۹۸۵ء میں حضرت مولانا کلیم اللہ صاحبؒ نے شعبہ فارسی وعربی میں منتقل فرما دیا، ماشاءاللہ اس شعبہ میں بھی موصوف مرحوم نے نمایاں کردار ادا کیا، اور تادم زیست اپنے فرائض منصبی کو بڑی ہی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔

موصوف بہت سلیقہ مند، معاملہ فہم، صاف دل، محنتی اور باوقار شخص تھے، خاندانِ مدنی سے عشق کے درجہ کا تعلق تھا، جمعیۃ علما کے بے لوث اور فعال کارکن تھے، وہ ۴۲؍رٹرم تک

مسلسل جمعیۃ علما شہر بہرائچ کی صدارت کے لئے منتخب ہوئے، آپ کے دور میں جمعیۃ علماء شہر بہرائچ کی جانب سے پانچ مکاتب کا قیام ہو چکا تھا، اوراس کے اخراجات کی پوری خیر وخبر رکھتے تھے۔

آپؒ کی تربیت کرنے میں حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ کا زبردست ہاتھ تھا، قاری صاحبؒ ہمیشہ حضرت مولاناؒ کو ابو یا بابو کہا کرتے تھے بے لوث محبت وخدمت کرتے تھے کبھی انھوں نے یہ احساس نہیں کیا کہ میرے والد نہیں ہیں، یہاں تک کہ حضرت مولاناؒ کے پورے گھرانے سے والہانہ ربط وضبط رکھتے تھے، گھر کے لوگوں میں کوئی بھائی جان کہتا، کوئی ماموں کہتا، خود بھی گھر کے فرد بن کر رہتے تھے، قاری صاحبؒ نے بجا طور پر ان کی تربیت کا آئینہ بن کر دکھا دیا، آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد سلامت اللہ بیگ صاحبؒ صدر المدرسین حضرت مولانا حافظ محمد نعمان بیگ صاحبؒ، حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیؒ، حضرت مولانا عابد علی صاحبؒ اور جناب قاری عبداللطیف صاحب دامت برکاتہم وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

قاری صاحبؒ ایک عرصے سے شہر بہرائچ کے مسلم مسافر خانہ مسجد کے امام وخطیب بھی تھے، جہاں آپ نے ترجمہ قرآن کریم مکمل دو مرتبہ مصلیوں کو سنایا۔

مولانا موصوف کے ذمہ ترجمہ قرآن کریم (سال سوم عربی) بھی تھا، جس کو سالہا سال بحسن وخوبی پڑھایا، اورقرآن پاک کے ترجمہ سے خصوصی لگاؤ، طلبہ کی سہولت اوران کے بار بار تقاضے کی وجہ سے ''افادیت نعمانیہ جدید لغات القرآن'' نامی کتاب اپنے طرز تدریس کے مطابق مرتب کیا، جس کی دو جلدیں طبع ہو کر منظر عام پر بھی آ گئیں ہیں، ان کی اس تالیف کو بڑے بڑے اساتذۂ وقت نے نہایت وقیع انداز میں سراہا اورتعریف کی ہے، تیسری اورآخری جلد بھی وہ مرتب کر رہے تھے، مگر زندگی نے وفا نہ کی اور وہ ادھوری رہ گئی۔

کاش ان کے اس ادھورے کام کو کوئی صاحب علم پورا کر کے قاری صاحب کی روح کی تسکین کا سامان فراہم کر سکے۔ (آمین)

مولانا قاری عبدالوحید صاحب نوریؔ میں خدمت گذاری، اور علمی ہمدردی حد درجہ تھی جس کی وجہ سے معززین شہر آپ سے بے حد قریب تھے اور ایک مخصوص طبقہ آپ سے متاثر تھا۔

مولانا موصوف مرحوم غالباً دو سال سے شدید علالت میں مبتلا تھے، مگر حتی الامکان اس حال میں بھی اپنے فرائض انجام دیا کرتے تھے، جس کی وجہ سے ان کی علالت زیادہ تشویشناک نہیں تھی، لیکن قضا وقدر کی بات ۲۸/اگست ۲۰۰۴ء مطابق ۱۱/رجب المرجب ۱۴۲۵ء بروز سنیچر تقریباً ساڑھے گیارہ بجے دن وقت موعود آ گیا، اور وہ اپنے خالق سے جا ملے، اناللہ وانا الیہ راجعون، اس طرح موصوف مرحوم نے تقریباً ۳۵/سال مسلسل جامعہ نورالعلوم میں تدریسی خدمات انجام دیں، اور ۵۳/سال ۶/ماہ کی عمر پائی۔

ان کے انتقال کی خبر سن کر بڑی تعداد میں علماء کرام، حفاظ، متعدد مقامات خصوصاً مدرسہ فرقانیہ گونڈہ، مدرسہ مدینۃ العلوم بگی روڈ گونڈہ، مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ بھوانی پور بنکٹ، مدرسہ انوار العلوم بنگئی، مدرسہ انوار العلوم بھنگا، اور مدرسہ بیت العلوم، مدرسہ ہدایت العلوم، مدرسہ ہدایت الاسلام اور معززین شہر نے بڑی تعداد میں جنازہ میں شرکت کی اور اس موقع پر حکومت اترپردیش کے وزیر محنت وعملدر آمد ڈاکٹر وقار احمد شاہ، اور ممبر اسمبلی جناب شبیر احمد نے شریک ہو کر جنازہ کو کاندھا دیا۔

نماز جنازہ جامعہ نورالعلوم کے قریب شہر کی جامعہ مسجد کے صحن میں مرحوم کے شعبہ حفظ وتجوید کے استاذ جناب قاری عبداللطیف صاحب دامت برکاتہم نے پڑھائی، اور شہر کے مشہور قبرستان عیدگاہ میں ایک بہت ہی سوگوار مجمع نے آخری آرام گاہ پہنچا دیا۔

قاری صاحبؒ کے پسماندگان میں والدہ ضعیفہ، اور اہلیہ ہیں، چھوٹے بھائیوں میں عبد المعید، سعید احمد، اور قاری روح اللہ صاحب، بچوں میں تین لڑکے مولانا محمود حسن، حافظ محمد ابوالحسن، حافظ احمد حسن، اور بچیوں میں صالحہ، میمونہ، آمنہ، فاطمہ، مریم اور امامہ ہیں۔

اول الذکر صاحبزادے جامعہ نور العلوم میں تدریسی خدمات کے ساتھ ماہنامہ نور العلوم کے معاون مدیر کی حیثیت سے بھی خدمت انجام دے رہے ہیں، بقیہ صاحبزادگان ابھی زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں، خدا انھیں کامیابیاں نصیب فرمائے، ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ خصوصی مغفرت کا معاملہ فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ (آمین)

ان ہی کلیوں کو حق میں زندگی میں مسکرانے کا
جو کلیاں ابتدائے عمر سے کانٹوں میں پلتی ہیں

۞ ۞ ۞

انتقال سے ایک ہفتہ قبل حضرت قاری صاحبؒ نے اپنے بچوں کے لئے پانچ جزوں پر مشتمل ایک وصیت نامہ تحریر کیا تھا، جس کے دو اہم جز درج ذیل ہیں۔

وصیت نامہ

مورخہ۔۵/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۲/اگست ۲۰۰۴ء

(۱) الحمد للہ میرا عقیدہ علمائے دیوبند (شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ و حضرت مولانا اسعد مدنی دامت برکاتہم) کا ہے، انشاء اللہ اس خاندان سے وابستگی بخشش کا ذریعہ ہوگی، میں اپنے بچوں کو بھی اسی کی تلقین کرتا ہوں، اور بطور ممانعت تاکید کرتا ہوں کہ شیعیت، رضا خانیت، غیر مقلدیت، مودودیت اور دیگر تمام فرق

باطلہ سے بچیں، اور اسلام ہی پر موت آئے ، فَــلا تَــمُــوْتُــنَّ اِلَّا وَاَنْتُــمْ مُسْلِمُوْنَ.

(۲) سبھی بھائیوں سے میری گزارش ہے کہ صلہ رحمی کا خیال رکھیں ، والدہ محترمہ کوتاحین حیات کوئی تکلیف نہونے دیں، میں اپنی ساری غلطیوں اورکوتاہیوں کی بھائی بہنوں، بچوں اور بچیوں سے معافی مانگتا ہوں، اور میں نے سب کومعاف کردیا ہے، سبھی لوگ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔

فقط عبدالوحید نوری

۞ ۞ ۞

جناب حافظ قاری فیروز عالم صاحبؒ

سابق استاد شعبہ قرأۃ جامعہ ہٰذا

مٹا دو اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہو
کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے

جامعہ عربیہ مسعودیہ نور العلوم کے شعبہ قرأۃ کے استاد جناب حافظ وقاری فیروز عالم صاحبؒ گذشتہ ۷/رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۸/اگست ۲۰۱۰ء بعمر ۶۹/سال ۳/ماہ ۲۳/یوم اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاری صاحبؒ ۲۵/اپریل ۱۹۴۱ء کو قیصر گنج کے ایک گاؤں ویری مہیش پور میں پیدا ہوئے، اور ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی، پھر باقاعدہ حفظ کے لئے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں داخلہ لے کر ۱۹۶۱ء میں درجہ حفظ سے ۱۹۶۳ء میں روایت حفص کی قرأت سے فراغت حاصل کی۔

خدمات: موصوف نے فراغت کے بعد تقریباً ۲/سال کپڑے کی تجارت کی، اس کے بعد ۸/جون ۱۹۶۶ء میں آپ کا تقرر جامعہ ہٰذا کے شعبہ قرأت میں ہوا، درمیان میں ایک طویل زمانہ درجہ حفظ میں قرآن پاک کی خدمت انجام دیتے رہے، اور لائق فائق شاگردوں کو تیار کرتے رہے، جناب حافظ قاری ریاض احمد صاحب مدرس مدرسہ فرقانیہ گونڈہ، جناب قاری محمد صادق صاحب مہتمم معراج العلوم چیتا کیمپ بمبئی ورکن

مجلس شوریٰ نورالعلوم، جناب قاری محمد ایوب صاحب گوکل دھام بمبئی، جناب مولانا احمد بیگ صاحب استاذ عربی دارالعلوم ندوۃ العلماء، حافظ محمد مبین صاحب مقیم حال افریقہ، جناب حافظ قاری ظہیر حسن صاحب مقیم حال جدہ، جناب حافظ محمد مقصود صاحب کرلا ممبئی، جناب حافظ محمد نسیم صاحب کلکتہ، حافظ اشفاق احمد بیگ صاحب ناظر دفتر جامعہ ہذا، مولانا قاری محمد اشرف قاسمی استاذ شعبہ قرأت جامعہ ہذا، جناب قاری شمس الدین صاحب مہتمم مدرسہ بدرالعلوم بابا گنج، اوران کے علاوہ ملک وبیرون ملک آپ کے شاگردوں کی ایک معتد بہ تعداد ہے۔

اور پھر شعبہ قرأت میں منتقلی ہوئی اور مشق آپ کے ذمہ کی گئی، جسے آخر تک بحسن خوبی نبھاتے رہے، آپ تقریباً ۴۴ر سال تک مسلسل جامعہ نورالعلوم میں مدرس رہے، اور آخری دم تک جامعہ کی خدمات میں مصروف رہے۔

اوصاف: حضرت قاری صاحب موصوف سنجیدہ مزاج، بااخلاق، باکردار اپنے اوقات کے پابند، انتہائی حلیم وبردبار شخص تھے، وہ بلا تکلف اور حسب حیثیت ضیافت اور مہمان نوازی فرماتے تھے، وہ اپنی زبان کو غیبت سے بہت دور رکھتے تھے، وہ ہر ایک سے نہایت پیار ومحبت سے پیش آتے تھے، خردوں خاص طور پر شاگردوں کی قدم قدم پر رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرماتے اور برابران کے مستقبل کی فکر رکھتے تھے، وہ قرآن کریم کی تلاوت، تہجد، اوراوابین کے پابند تھے۔

نکاح اور اولاد: حضرت قاری صاحبؒ کا پہلا نکاح دوران تعلیم ہوا، جو بعض وجوہات سے زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکا، اور آپ نے بحسن خوبی علیحدگی اختیار کرلی، پہلے نکاح سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے، دوسرا نکاح آپ کا نانپارہ کے قریب سمیر پور سے ہوا، جن سے پانچ بچے اور چھ بچیاں ہیں، چار بچوں اور تین بچیوں کی شادیاں آپ

اپنی زندگی ہی میں کر گئے تھے۔

پہلے صاحبزادے حافظ قاری مسعود عالم صاحب جامعہ نور العلوم میں شعبہ حفظ میں مدرس ہیں، بقیہ دوسری جگہوں پر ہیں۔

کلکتہ کا آخری سفر اور وصال: حضرت قاری صاحب ۱۶؍شعبان ۱۴۳۱ھ کو تعطیل کلاں میں جامعہ نور العلوم سے فراہمی سرمایہ کے لئے کلکتہ تشریف لے گئے تھے، وہیں ۷؍رمضان المبارک کو حسب معمول بغرض تہجد بیدار ہوئے اور وضو فرمایا آپ کی ناف اکثر اکھڑ جایا کرتی تھی، اتفاقاً آج بھی اکھڑی ہوئی تھی، ناف بٹھانے کے لئے تکیہ پر سر رکھ کر کوشش کرنے لگے، آپ کے صاحبزادے جناب قاری مسعود عالم صاحب استاذ جامعہ ہذا جو آپ کے ہمراہ تھے یہ سمجھ کر کہ آپ ناف بٹھا رہے ہیں، سحری کے لئے دودھ گرم کرنے چلے گئے، اور جب واپس آکر والد صاحب کو آواز دی تو معلوم ہوا کہ آپ کی روح پرواز کر چکی ہے، اس طرح آپ باوضو بوقت تہجد اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔

آپ کا جسد خاکی بذریعہ ٹرین بہرائچ لایا گیا، جامعہ ہذا ہی میں آپ کو حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب صدر المدرسین جامعہ ہذا، اور بھائی عبد الرشید صاحب وغیرہ نے آخری غسل دیا نماز جنازہ حضرت مولانا قاری زبیر احمد صاحب قاسمی نے جامع مسجد کے وسیع صحن میں پڑھائی اور پھر ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں رات کے تقریباً ڈیڑھ بجے عیدگاہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، اللہ پاک حضرت قاری صاحبؒ کے ساتھ اپنے خصوصی فضل کا معاملہ فرمائے، اور جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ (آمین)

۞ ۞ ۞

جناب الحاج حافظ محمد یاسین صاحبؒ

سابق ناظر دفتر جامعہ ہذا

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پے گھس جانے کے بعد
سرخرو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد

جامعہ عربیہ مسعودیہ نور العلوم کے انتہائی مخلص، وفادار کارکن، اور ناظر دفتر جناب الحاج حافظ محمد یاسین صاحبؒ بھی گذشتہ ۲۳/ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۱/مئی ۲۰۰۷ء کو اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حافظ صاحب موصوف ۲۵/ مارچ ۱۹۴۵ء کو قصبہ فخر پور میں پیدا ہوئے تھے، ابتدائی تعلیم مدرسہ جواہر العلوم فخر پور میں ہوئی، اس کے بعد حفظ اور عربی متوسطات تک تعلیم نور العلوم میں حاصل کی، دوران تعلیم ہی آپ کو مادر علمی نور العلوم میں ملازمت مل گئی، شروع میں فراہمی مالیات کی ذمہ داری آپ کے سپرد رہی، پھر ناظم مطبخ بنائے گئے، اور ۱۹۸۳ء میں آپ کو ناظر دفتر کا عہدہ سپرد کیا گیا اور تاوفات اسی منصب پر فائز رہے۔

حافظ صاحب کا آبائی مکان تو فخر پور تھا، لیکن بہرائچ ناظر پورہ میں ایک مکان بنالیا تھا، اور جگن والی مسجد باغبانی ناظر پورہ میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے، اور ان کے ہر دکھ درد میں برابر شامل رہتے تھے، جس کی وجہ سے اہل محلّہ آپ کے بہت ہی قریب تھے، آپ مسجد جگن والی، مسجد قصائی، کے اہم ذمہ دار، مدرسہ قرآنیہ ناظر پورہ کے

بانیوں میں سے ہونے کے ساتھ نائب مہتمم اور کئی ٹرموں سے جمعیۃ علماء ضلع بہرائچ وشراوستی کے خازن تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو۶۲؍سال ا؍ماہ ۱۶؍یوم کی عمر دی تھی، لیکن زندگی کا اکثر حصہ مادر علمی کی چہار دیواری میں گذرا، آپ نے پوری فرض شناسی اور ذمہ دارانِ جامعہ کے بھرپور اعتماد کے ساتھ کارمفوضہ انجام دیئے۔

موصوف انتہائی خلیق، ملنسار، اور حلیم وبردبار انسان تھے، آپ کے بارے میں دار العلوم فاروقیہ کاکوری لکھنؤ کے مہتمم حضرت مولانا عبد العلی صاحب فاروقی دامت برکاتہم نے ''یادیار مہربان'' کے عنوان سے ایک تاثراتی مضمون تحریر کیا ہے، جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔

۶۷-۱۹۶۶ء میں جب نور العلوم میں طالب علم بن کر داخل ہوا، تو بار بار دیکھا کہ ایک نوجوان سے مدرسہ کے طلبہ کبھی جلی روٹی کا شکوہ لے کر تو کبھی دال سالن کی کمی بیشی کو لے کر جوجھ جوجھ جاتے ہیں، اور وہ ہر وار کو اپنی مسکراہٹ سے جھیل جاتا ہے، وہ اپنی تبسم برلب گفتگو سے ہر طالب علم کو کچھ اس طرح مطمئن کر دیتا ہے کہ بات بڑھنے کی نوبت نہیں آتی، وہ طالب علموں سے انکا ہم جولی بن کر بات کرتا ہے، تو طالب علم بھی اسے ''ناظم مطبخ'' کے بجائے دوست اور ساتھی سمجھ کر اس سے معاملہ کرتے ہیں........کچھ وقت گذرنے کے بعد پتا چلا کہ اصل میں یہ فخر پور ضلع بہرائچ کے ایک طالب علم تھے، جو اپنے معاشی حالات کی وجہ سے تعلیم ادھوری ہی چھوڑ کر ملازمت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں، اور مدرسہ کے ذمہ داروں نے انہیں نظامت مطبخ کے عہدے پر بحال کر دیا ہے..........
پھر حافظ محمد یاسین صاحب اپنے اخلاص ومروت، اور محبت وجفاکشی کے بل پر اپنے بڑوں کا اعتماد حاصل کرتے ہوئے مدرسہ کی انتظامیہ کے اہم رکن بن گئے، لیکن ان کا وہ بھولا

پن، اور روالہانہ ادائیں مجھے روز اول کی ملاقات ہی کی طرح آخری ملاقات تک نظر آتی رہیں، انہیں ایک ایسے ''مسکراہٹ پیشہ'' انسان سے تعبیر کرنا مناسب ہوگا، جسے سخت سے سخت موقع پر بھی غصہ نہیں آتا تھا، بلکہ وہ تو اپنی دھیمی، دھیمی مسکراہٹ کے ذریعہ سامنے والے کے طیش وغضب کو سرد کرنے کا فن بھی جانتے تھے، شدت کی حد تک اپنے مدرسہ کے وفادار، اور مفاداتِ مدرسہ کے محافظ ہونے کے باوجود انھیں رشتوں کو نبھانے اور انہیں برتنے کا بھی سلیقہ آتا تھا.........یہی وجہ ہے ان کا کسی سے تعلق ہونے بعد قطع تعلق کی نوبت شاید کبھی نہ آئی ہوگی۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

حافظ صاحب عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد گھر تشریف لائے، دوران طعام برین ہمرج ہوا،فوراً اسپتال لے جایا گیا، ڈاکٹروں نے جانچ اور علاج شروع کیا، لیکن وقت موعود آجانے کی وجہ سے رات ہی میں آپ کا وصال ہوگیا، جنازہ کی نماز جامع مسجد میں جامعہ کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا قاری زبیر احمد صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی، اور تدفین عیدگاہ قبرستان میں ہوئی۔ اللہ پاک حافظ صاحب موصوف کو کروٹ کروٹ چین وسکون نصیب فرمائے، اور آپ کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے، اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

۞ ۞ ۞

فضلاء نورالعلوم

نمبر شمار	اسمائے گرامی فارغین علمائے کرام	سن فراغت
۱	مولانا حافظ حبیب احمد صاحب اعمیٰ گدڑی	۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء
۲	مولانا حافظ عزیز احمد صاحب نوریؔ اکبر پورہ	۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء
۳	مولانا عابد علی صاحب سالار گنج	۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء
۴	مولانا حافظ محمد نعمان بیگ صاحب فخر پوری	۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء
۵	مولانا محمد عرفان بیگ صاحب فخر پوری	۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء
۶	مولانا عبدالباری صاحب قاضی پورہ	۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء
۷	مولانا حکیم ابوالبرکات صاحب کلکتہ	۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء
۸	مولانا محبّ الرحمٰن صاحب بلیا	۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء
۹	مولانا عبدالرزاق صاحب سوئی پت پنجاب	۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء
۱۰	مولانا محمد سمیع اللہ صاحب قاسم پورہ	۱۹۴۲ء
۱۱	مولانا حافظ صفی اللہ صاحب	جولائی ۱۹۵۰ء
۱۲	مولانا ممتاز احمد صاحب بارہ بنکی	جولائی ۱۹۵۰ء
۱۳	مولانا عبداللطیف صاحب گدڑی	جولائی ۱۹۵۲ء
۱۴	مولانا راحت علی خاں صاحب نانپارہ	جولائی ۱۹۵۳ء
۱۵	مولانا غلام احمد صاحب نوری کشن گاؤں	مئی ۱۹۵۹ء

۱۶	مولانا محمد عمر صاحب نوری کشن گاؤں	مئی ۱۹۵۹ء
۱۷	مولانا جنید احمد صاحب بنارس	مئی ۱۹۵۹ء
۱۸	مولانا عبدالحمید صاحب دتلوپور گونڈہ	مئی ۱۹۵۹ء
۱۹	مولانا عبدالتواب صاحب دتلوپور گونڈہ	مئی ۱۹۵۹ء
۲۰	مولانا عبدالمجید صاحب نانپارہ	مئی ۱۹۵۹ء
۲۱	مولانا شبیر احمد صاحب دربھنگا	مئی ۱۹۵۹ء
۲۲	مولانا ارشاد احمد صاحب ناظر پورہ	۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ
۲۳	مولانا ولی الرحمٰن صاحب قاضی پورہ	۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ
۲۴	مولانا محمد سہیل صاحب چین پور	۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ
۲۵	مولانا غلام محمد صاحب سخوتہ	۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ
۲۶	مولانا محمد اجمل صاحب بانس گاؤں	۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ
۲۷	مولانا محمد اسحٰق صاحب سرئیاں	۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ
۲۸	مولانا فخرالدین صاحب بونڈی	۲۰۱۱ء/ ۱۴۳۲ھ
۲۹	مولانا محمد صہیب صاحب راجہ پور شراوستی	۲۰۱۱ء/ ۱۴۳۲ھ
۳۰	مولانا محمد اشفاق صاحب منصور گنج	۲۰۱۱ء/ ۱۴۳۲ھ
۳۱	مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاضی پورہ	۲۰۱۱ء/ ۱۴۳۲ھ
۳۲	مولانا عظیم الدین صاحب کپور پور	۲۰۱۱ء/ ۱۴۳۲ھ
۳۳	مولانا مشیر احمد صاحب بونڈی	۲۰۱۱ء/ ۱۴۳۲ھ

نعت پاک

مولانا ابوالکلام صاحب قاسمی استاذ جامعہ

احمد مجتبیٰ خاتم الانبیا بے شبہ رحمتِ کبریا آپ ہیں
جس کے دم سے یہ عالم منور ہوا حق تعالیٰ کی ایسی ضیا آپ ہیں
آپ کی ذات ممدوح رب جہاں صاف قرآن میں ہے خدا کا بیاں
آپ کا ذکر ہر سو مکاں در مکاں اور محبوب خلق خدا آپ ہیں
آپ نے دہر میں امن قائم کیا قتل و غارت گری ظلم رخصت ہوا
عدل وانصاف امن واماں کا سبق ہے ملا جس سے وہ رہنما آپ ہیں
عظمتِ مصطفیٰ کوئی لکھے گا کیا وہ امام رسل سرور انبیاء
عقل کی بھی رسائی نہیں ہے جہاں اس جگہ آپ ہیں ایسی جا آپ ہیں
آپ سے پہلے جتنے بھی آئے نبی سب نے دی ہے بشارت شہا آپ کی
بارگاہِ خدا میں بصد عاجزی کی براہیم نے جو دعا آپ ہیں
مجھ کو تڑپا تا رہتا ہے سوز دروں، دل مچلتا ہے آقا مگر کیا کروں
کاش مجھ کو بھی اذنِ حضوری ملے قلب مضطر کا بس مدعا آپ ہیں
فضل رب سے مجھے یہ سعادت ملی میں نے لکھ دی کلاؔم آج نعتِ نبی
اٹھ گئی میری جانب نگاہِ کرم قلب میں میرے جلوہ نما آپ ہیں

۞ ۞ ۞

قدیم مرحومین اراکین مجلس شوریٰ

جامعہ عربیہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ

(۱) جناب الحاج حکیم عبدالقدیر خاں صاحب	صدر
(۲) جناب مولانا الحاج محمد احسان الحق صاحب	مہتمم
(۳) جناب مولانا الحاج محمد محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ	ناظم تعلیمات
(۴) جناب منشی حمید اللہ خاں صاحب	رکن
(۵) جناب الحاج خواجہ ممتاز احمد شاہ صاحب	رکن
(۶) جناب منشی فیاض احمد صاحب	رکن
(۷) جناب منشی سراج الحق خاں صاحب وکیل	رکن

....

(۸) جناب مولانا ولی الرحمٰن صاحب نوری	نائب صدر
(۹) جناب منشی سلیم الحق صاحب	محاسب
(۱۰) جناب الحاج مولانا ابوالوفاء صاحب عارف شاہجہانپوری	رکن
(۱۱) جناب الحاج مولانا سید رشید الدین صاحب حمیدی مرادآباد	رکن
(۱۲) جناب مولانا علیم اللہ صاحب کرنیل گنج گونڈہ	رکن
(۱۳) جناب مولانا منفعت علی صاحب ریولیا قیصر گنج	رکن
(۱۴) جناب الحاج شیخ اسد علی صاحب رامپور جبدی شراوستی	رکن
(۱۵) جناب مولانا نور محمد صاحب صابن والے شہر بہرائچ	رکن

(۱۶)جناب الحاج حافظ محمد بخش صاحب شہر بہرائچ — رکن

(۱۷)جناب الحاج منشی منظور احمد صاحب سالار گنج شہر بہرائچ — نائب صدر

(۱۸)جناب منشی عبدالشکور صاحب شہر بہرائچ — رکن

(۱۹)جناب الحاج حافظ عبدالحمید صاحب امام جامع مسجد شہر بہرائچ — رکن

(۲۰)جناب مرزا سعادت بیگ صاحب شہر بہرائچ — رکن

(۲۱)جناب منشی قمرالدین صاحب باغبانی شہر بہرائچ — رکن

(۲۲)جناب الحاج مولانا غلام محمد صاحب بھنگا شراوستی — رکن

(۲۳)جناب الحاج بدرالسلام صاحب مغلہا — رکن

۞ ۞ ۞

موجودہ اراکین مجلس شوریٰ

جامعہ عربیہ مسعودیہ نورالعلوم بہرائچ

۱: حضرت مولانا سید محمود اسعد مدنی مدظلہٗ العالی، ایم۔ پی دہلی — صدر

۲: جناب مولانا محمد سعید صاحب قاسمی خیرتیا، ضلع بہرائچ — نائب صدر

۳: جناب مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی — مہتمم

۴: جناب مولانا مفتی ذکراللہ صاحب قاسمی — صدرالمدرسین

۵: جناب مولانا قاری زبیر احمد صاحب قاسمی — ناظم تعلیمات

۶: جناب الحاج سید محمد متین صاحب لکھنؤ — رکن

۷: جناب مولانا جنید احمد صاحب، بنارسی، بمبئی — رکن

۸: جناب مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدرسہ شاہی مرادآباد رکن
۹: جناب مولانا محمد عرفان الحسینی صاحب کلکتہ رکن
۱۰: جناب مولانا عبدالکریم صاحب پورینہ خورد بانس گاؤں، ضلع بہرائچ رکن
۱۱: جناب الحاج محمد امین خان صاحب دھور ہرہ کلاں، لکھیم پور رکن
۱۲: جناب اقبال احمد صاحب آڑھتی شہر بہرائچ رکن
۱۳: جناب مولانا ولی اللہ صاحب مظاہری امام عیدین شہر بہرائچ رکن
۱۴: جناب الحاج قمر احمد صاحب کلاتھ مرچنٹ شہر بہرائچ رکن
۱۵: جناب مولوی عبدالجلیل صاحب شہر بہرائچ رکن
۱۶: جناب حافظ عبداللہ خان صاحب غفور پوروہ، منجھو اہنکٹ، ضلع بہرائچ رکن
۱۷: جناب قاری محمد صادق صاحب مہتمم مدرسہ معراج العلوم چیتا کیمپ ممبئی رکن
۱۸: جناب مولانا حکیم تقی الرحمٰن صاحب علی گڑھ رکن
۱۹: جناب مولانا ظفر کمال صاحب مظاہری نانپارہ، ضلع بہرائچ رکن
۲۰: جناب شمس الدین صاحب ریولیا، ضلع بہرائچ رکن

❁ ❁ ❁

حضرات صدور مجلس شوریٰ جامعہ ہذا از ابتداء تا حال

(۱) از ابتدا تا اکتوبر ۱۹۴۲ء	جناب حکیم عبدالقدیر خاں صاحب مرحوم
(۲) از نومبر ۱۹۴۴ء تا اگست ۱۹۴۵ء	// // // دوبارہ منتخب
(۳) از مئی ۱۹۴۶ء تا جون ۱۹۴۷ء	// // // سہ بارہ منتخب
(۴) از جون ۱۹۴۷ء تا اکتوبر ۱۹۵۷ء	حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ
(۵) از اکتوبر ۱۹۵۷ء تا دسمبر ۱۹۵۸ء	جناب حکیم عبدالقدیر خاں صاحب مرحوم
(۶) از نومبر ۱۹۶۲ء تا نومبر ۱۹۶۸ء	حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ
(۷) از جون ۱۹۶۹ء تا فروری ۲۰۰۶ء	فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحبؒ
(۸) از فروری ۲۰۰۷ء تا حال	حضرت مولانا سید محمود اسعد مدنی صاحب مدظلہٗ

۞ ۞ ۞

جلوہ آرائے مسند اہتمام از ابتدا تا حال

(۱) از ابتدا تا ستمبر ۱۹۴۵ء	حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحبؒ
(۲) از ستمبر ۱۹۴۵ء تا فروری ۱۹۴۶ء	حضرت مولانا محمد محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ
(۳) از فروری ۱۹۴۶ء تا ستمبر ۱۹۵۴ء	حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحبؒ
(۴) از اگست ۱۹۴۷ء تا ستمبر ۱۹۴۸ء	حضرت مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ صاحب بلیاویؒ
(۵) از ستمبر ۱۹۵۴ء تا دسمبر ۱۹۵۶ء	جناب منشی فضل حق صاحب مرحوم
(۶) از دسمبر ۱۹۵۶ء تا جنوری ۱۹۶۱ء	حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحبؒ
(۷) از ۲۲ / جنوری ۱۹۶۱ء تا ۳۱ / جنوری ۲۰۰۸ء	حضرت مولانا محمد افتخار الحق صاحبؒ مہتمم
(۸) از جولائی ۱۹۵۸ء تا اگست ۱۹۸۹ء	حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ نائب مہتمم
(۹) از اگست ۱۹۸۹ء تا ۳۱ / مئی ۲۰۰۰ء	حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ کارگزار مہتمم

(۱۰)از اگست ۱۹۸۹ء تا مئی ۲۰۰۰ء حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی نائب مہتمم

(۱۱)از ۸؍جون ۲۰۰۰ء تا ۹؍مارچ ۲۰۰۸ء حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی کارگزار مہتمم

(۱۲)از ۹؍مارچ ۲۰۰۸ء تا ۴۱ جنوری ۲۰۱۸ء حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی مہتمم

۞ ۞ ۞

جلوہ آرائے مسند صدارت تدریس از ابتدا تا حال

۱:از ابتدا تا ۱۳۵۳ھ حضرت مولانا محمد محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ

۲:از شوال ۱۳۵۳ھ تا ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ

۳:از شوال ۱۳۶۰ھ تا ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ حضرت مولانا محمد محفوظ الرحمٰن صاحب نامیؒ

۴:از ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ تا ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ

۵:از ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ تا جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ حضرت مولانا سید احمد صاحب نقویؒ

۶:از جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ تا ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ حضرت مولانا محمد سلامت اللہ بیگ صاحبؒ

۷:از ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ تا حال حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب مدظلہٗ

۞ ۞ ۞

جلوہ آرائے مسند نظامتِ تعلیم از ابتدا تا حال

۱:از ابتدا تا فروری ۱۹۴۶ء حضرت مولانا محمد محفوظ الرحمٰن نامیؒ

۲:فروری ۱۹۴۶ء تا ستمبر ۱۹۴۹ء حضرت مولانا سید حمید الدین صاحبؒ

۳:نومبر ۱۹۴۹ء تا مارچ ۱۹۵۹ء حضرت مولانا محمد سلامت اللہ بیگ صاحبؒ

۴:مارچ ۱۹۵۹ء تا مارچ ۱۹۶۲ء حضرت مولانا محمد افتخار الحق صاحبؒ

۵:مارچ ۱۹۶۲ء تا اکتوبر حضرت مولانا حافظ محمد نعمان بیگ صاحبؒ مہاجر مکی

۶:اکتوبر ۱۹۷۶ء تا فروری ۱۹۹۱ء حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب مدظلہٗ

۷:از جنوری ۱۹۱۶ء تا حال حضرت مولانا قاری زبیر احمد صاحب مدظلہٗ

موجودہ اساتذہ عظام وملازمین

جامعہ عربیہ مسعودیہ نورالعلوم بہرائچ

(۱) حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی ابن حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب نوریؒ
ناظر پورہ، شہر بہرائچ، (یو. پی) مہتمم
تاریخ پیدائش: یکم مئی ۱۹۵۳ء وفات ۱۴جنوری ۲۰۱۸ء ☆ تاریخ تقرری: یکم مئی ۱۹۷۵ء

....

(۲) حضرت مولانا مفتی ذکر اللہ صاحب قاسمی ابن الحاج عاشق علی صاحبؒ
نوشہرہ، انٹیا تھوک گونڈہ، مقیم حال ناظر پورہ شہر بہرائچ، صدرالمدرسین
تاریخ پیدائش: ۴/اگست ۱۹۴۸ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۴/جون ۱۹۷۳ء

....

(۳) حضرت مولانا قاری زبیر احمد صاحب قاسمی ابن حضرت مولانا محمد سلامت اللہ صاحبؒ
قاضی پورہ، شہر بہرائچ، ناظم تعلیمات
تاریخ پیدائش: ۱۵/اگست ۱۹۵۴ء ☆ تاریخ تقرری: ۶/شوال ۱۳۹۸ھ
مطابق ۱۰/ستمبر ۱۹۷۸ء

....

(۴) حضرت مولانا مفتی اکرام الدین صاحب قاسمی ابن الحاج مقبول احمد صاحبؒ
گلہی پور، سعد اللہ نگر گونڈہ، مقیم حال ناظر پورہ، شہر بہرائچ، استاذ شعبہ عربی
تاریخ پیدائش: یکم اکتوبر ۱۹۶۲ء ☆ تاریخ تقرری: ۸/شوال ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء

....

(۵) حضرت مولانا مفتی اشتیاق احمد صاحب قاسمی ابن الحاج معشوق احمد صاحبؒ
حوصلپو روہ، بھوانی پور بنکٹ، کھر گورہ جنوب، ضلع بہرائچ، استاذ شعبہ عربی
تاریخ پیدائش: ۲۰/اکتوبر ۱۹۶۲ء ☆ تاریخ تقرری: ۲۵/شوال ۱۴۲۳ھ
مطابق ۳۰/دسمبر ۲۰۰۲ء

....

(۶) جناب مولانا محمد عنایت اللہ صاحب قاسمی ابن حافظ ثناء اللہ صاحب
کٹیا، بشنا پور، مقیم حال ناظر پورہ، شہر بہرائچ، استاذ شعبہ عربی
تاریخ پیدائش: ۲۳/اکتوبر ۱۹۶۵ء ☆ تاریخ تقرری: یکم جمادی الاولی ۱۴۰۷ھ

....

(۷) جناب مولانا امیر احمد صاحب قاسمی ابن الحاج عبدالقدیر صاحب مرحوم
رتو ہی، منجھو ابنکٹ، کھر گورہ جنوب، ضلع بہرائچ، استاذ شعبہ عربی
تاریخ پیدائش: یکم جنوری ۱۹۶۱ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۱/شوال ۱۴۱۱ھ
مطابق ۲۶/اپریل ۱۹۹۱ء

....

(۸) جناب مولانا مفتی حارث عبدالرحیم فاروقی ابن حضرت مولانا عبدالعلی صاحب فاروقی
پاٹا نالہ، چوک لکھنؤ، استاذ شعبہ عربی
تاریخ پیدائش: ۱۴/نومبر ۱۹۸۲ء ☆ تاریخ تقرری: ۲۰/شوال ۱۴۲۵ھ
مطابق ۵/دسمبر ۲۰۰۴ء

....

(۹) جناب مولانا نذر محمد صاحب قاسمی ابن جناب عبدالرحمٰن صاحبؒ
بشیر گنج، شہر بہرائچ، استاذ شعبہ عربی
تاریخ پیدائش: ۱۸؍جنوری ۱۹۶۲ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۷؍شوال ۱۴۰۵ھ
مطابق ۶؍جولائی ۱۹۸۵ء

....

(۱۰) جناب مولانا ابوالکلام صاحب قاسمی ابن الحاج شوکت علی صاحبؒ
مقام، نبیا حسین پور، رسیا بازار، ضلع بہرائچ، استاذ شعبہ عربی
تاریخ پیدائش: ۱۵؍مارچ ۱۹۷۲ء ☆ تاریخ تقرری: یکم ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ
مطابق ۱۸؍فروری ۱۹۹۹ء

....

(۱۱) جناب مولانا مفتی محمود الحسن صاحب ابن حضرت مولانا مفتی ذکراللہ صاحب
نوشہرہ، انٹیا تھوک، گونڈہ، مقیم حال ناظر پورہ، شہر بہرائچ، استاذ شعبہ عربی
تاریخ پیدائش: ۱۵؍جولائی ۱۹۸۱ء ☆ تاریخ تقرری: ۲۱؍ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ
مطابق ۲۰؍دسمبر ۲۰۰۸ء

....

(۱۲) جناب مولانا سعید الرحمٰن صاحب ابن مولانا ولی الرحمٰن صاحبؒ
ناظر پورہ، چھایا کنواں، شہر بہرائچ، نگراں کتب خانہ ونامی لائبریری
تاریخ پیدائش: ۸؍اگست ۱۹۸۰ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۶؍ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ
مطابق ۱۷؍جنوری ۲۰۰۶ء

....

(۱۳) جناب حافظ قاری عبداللطیف صاحب ابن حافظ عبدالحمید صاحبؒ
قاضی پورہ، شہر بہرائچ، استاذ درجہ حفظ (الف)
وصدرالمدرسین شعبہ حفظ وتجوید ودینیات (ناظرہ)
تاریخ پیدائش: ۱۵/جون ۱۹۳۵ء ☆ تاریخ تقرری: یکم ربیع الاول ۱۳۸۲ھ
مطابق ۳/اگست ۱۹۶۲ء

....

(۱۴) جناب مولانا حافظ محمد مرسلین صاحب ابن عبدالرؤف خاں صاحبؒ
بونکہا، نوادہ، مقیم حال ناظر پورہ، شہر بہرائچ استاد شعبہ حفظ (ب)
تاریخ پیدائش: یکم فروری ۱۹۶۱ء ☆ تاریخ تقرری: ۶/شوال ۱۴۰۵ھ
مطابق ۲۶/جون ۱۹۸۵ء

....

(۱۵) جناب حافظ قاری نہال الدین صاحب ابن خلیل احمد خاں صاحبؒ
گلہی گاؤں، گوبندہ پور پنڈت، نواب گنج وارد حال ناظر پورہ، شہر بہرائچ استاد شعبہ حفظ (ج)
تاریخ پیدائش: ۱۲/اپریل ۱۹۶۴ء ☆ تاریخ تقرری: ۲۵/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ
مطابق ۱۶/فروری ۱۹۸۵ء

....

(۱۶) جناب حافظ قاری وحیدالدین صاحب ابن منشی رشید احمد صاحبؒ انصاری
جاروپورہ، اکبر پور بزرگ، مڑکی، وارد حال نئی بستی ناظر پورہ، شہر بہرائچ استاد شعبہ حفظ (د)
تاریخ پیدائش: ۱۲/جنوری ۱۹۶۹ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۰/شوال ۱۴۰۶ھ
مطابق ۱۵/جون ۱۹۸۶ء

....

(۱۷) جناب مولانا قاری قمر الدین صاحب ابن خلیل احمد خاں صاحبؒ

گلہی گاؤں، گوبندہ پور پنڈت، نواب گنج وارد حال ناظر پورہ، شہر بہرائچ استاد شعبہ حفظ (ہ)

تاریخ پیدائش: یکم ؍اپریل ۱۹۴۹ء ☆ تاریخ تقرری: ۶؍شوال ۱۴۰۹ھ

مطابق اگست ۱۹۸۹ء

....

(۱۸) جناب مولانا حافظ افتخار احمد بیگ صاحب ابن خلیل احمد بیگ صاحب

سبلا پور، بمیاری، وارد حال ناظر پورہ، شہر بہرائچ استاد شعبہ حفظ (و)

تاریخ پیدائش: ۶؍ستمبر ۱۹۶۷ء ☆ تاریخ تقرری: ۸؍شوال ۱۴۱۱ھ

مطابق ۲۳؍اپریل ۱۹۹۱ء

....

(۱۹) جناب حافظ قاری معراج احمد صاحب ابن جناب جلیل احمد صاحب

سکیا، جانکی نگر، شراوستی، استاد شعبہ حفظ (ز)

تاریخ پیدائش: ۱۲؍فروری ۱۹۶۸ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۷؍شوال ۱۴۲۱ھ

مطابق ۱۳؍جنوری ۲۰۰۱ء

....

(۲۰) جناب حافظ قاری قمر الدین صاحب ابن قاری شمس الدین صاحب

بابا گنج، ضلع بہرائچ، استاد شعبہ حفظ (ح)

تاریخ پیدائش: ۱۵؍مئی ۱۹۸۰ء ☆ تاریخ تقرری: ۲۰؍شوال ۱۴۲۳ھ

مطابق ۲۵؍دسمبر ۲۰۰۲ء

....

(۲۱) جناب حافظ قاری مسعود عالم صاحب ابن قاری فیروز عالم صاحبؒ
قاضی پورہ، شہر بہرائچ، استاد شعبہ حفظ (ط)
تاریخ پیدائش: ۱۵؍اکتوبر ۱۹۷۱ء ☆ تاریخ تقرری: ۲۰؍ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ
مطابق ۲۰؍نومبر ۲۰۰۸ء

....

(۲۲) جناب حافظ قاری محمد جواد صاحب ابن عبدالجبار صاحب مرحوم
رامگاؤں، رائے پور، رسیا، ضلع بہرائچ، استاد شعبہ تجوید (الف)
تاریخ پیدائش: یکم اگست ۱۹۶۷ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۰؍شوال ۱۴۰۹ھ
مطابق اگست ۱۹۸۹ء

....

(۲۳) جناب حافظ قاری محمد احسان صاحب ابن مبارک علی صاحب
خیرابازار، ضلع بہرائچ، استاد شعبہ تجوید (ب)
تاریخ پیدائش: ۳۰؍جنوری ۱۹۸۹ء ☆ تاریخ تقرری: ۲۱؍ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ
مطابق ۳۰؍اکتوبر ۲۰۱۰ء

....

(۲۴) جناب مولانا قاری محمد اشرف صاحب قاسمی ابن مولانا محمد احمد صاحب
تاڑ تلے، لہرپور، ضلع سیتاپور، استاد شعبہ تجوید وقراءۃ
تاریخ پیدائش: ۶؍جنوری ۱۹۸۷ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۱؍شوال ۱۴۲۹ھ
مطابق ۱۲؍اکتوبر ۲۰۰۸ء

....

(۲۵) جناب مولانا علیم الدین صاحب قاسمی ابن الحاج محمد صادق صاحب

ریولیا، قیصر گنج، ضلع بہرائچ، استاد شعبہ دینیات (ناظرہ) (الف)

تاریخ پیدائش: ۳۰؍نومبر ۱۹۷۲ء ☆ تاریخ تقرری: ۲۰؍شوال ۱۴۲۷ھ

مطابق ۱۲؍نومبر ۲۰۰۶ء

....

(۲۶) جناب حافظ سعید اختر صاحب ابن حضرت مولانا حیات اللہ صاحب قاسمی

ناظر پورہ، شہر بہرائچ، استاد شعبہ دینیات (ناظرہ) (ب)

تاریخ پیدائش: ۳؍دسمبر ۱۹۸۱ء ☆ تاریخ تقرری: ۲۰؍ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ

مطابق ۲۰؍نومبر ۲۰۰۸ء

....

(۲۷) جناب مولوی عبد المقتدر صاحب ابن محمد منیر صاحب

ناظر پورہ، شہر بہرائچ، صدر مدرس شعبہ پرائمری

تاریخ پیدائش: یکم مئی ۱۹۴۹ء ☆ تاریخ تقرری: اکتوبر ۱۹۷۸ء

....

(۲۸) جناب حافظ جلال احمد بیگ صاحب ابن جمال احمد بیگ صاحب

سبلا پورہ، بمیاری، مقیم حال ناظر پورہ، شہر بہرائچ، استاد شعبہ پرائمری

تاریخ پیدائش: ۱۷؍دسمبر ۱۹۵۵ء ☆ تاریخ تقرری: اکتوبر ۱۹۸۱ء

....

(۲۹) جناب ماسٹر عبد القیوم صاحب ابن مولوی محمد صدیق صاحب نوریؔ

کھمریا، کپور پور، ضلع بہرائچ، استاد شعبہ پرائمری

تاریخ پیدائش: ۱۵؍نومبر ۱۹۵۹ء ☆ تاریخ تقرری: ۲۷؍جولائی ۱۹۸۵ء

....

(۳۰) جناب الحاج ماسٹر عرفان الحق صاحب ابن عبدالاحد صاحب
مڑکا، مڑکی، فخر پور، ضلع بہرائچ، استاد شعبہ پرائمری
تاریخ پیدائش: ۳؍مارچ ۱۹۴۱ء ☆ تاریخ تقرری: جولائی ۱۹۸۹ء

....

(۳۱) جناب مولانا شکیل احمد صاحب ابن مولانا غلام احمد صاحبؒ
کشن گاؤں، گوبندہ پور پنڈت، مقیم حال قاضی پورہ شہر بہرائچ، استاد شعبہ پرائمری
تاریخ پیدائش: ۱۰؍اپریل ۱۹۶۲ء ☆ تاریخ تقرری: یکم جولائی ۱۹۹۷ء

....

(۳۲) جناب ماسٹر محمد انور خاں صاحب ابن عبدالجبار خاں صاحب
ناظر پورہ، شہر بہرائچ، استاد شعبہ پرائمری
تاریخ پیدائش: ۲۰؍اگست ۱۹۵۶ء ☆ تاریخ تقرری: جولائی ۱۹۹۹ء

....

(۳۳) جناب مولانا محمد طیب صاحب ابن نذر محمد صاحب
گلہریا، بیگم پورہ، مقیم حال قاضی پورہ، شہر بہرائچ، استاد شعبہ پرائمری
تاریخ پیدائش: ۷؍مئی ۱۹۷۸ء ☆ تاریخ تقرری: ۶؍جولائی ۱۹۹۹ء

....

(۳۴) جناب حافظ محفوظ احمد صاحب ابن مفتی غلام مصطفٰے صاحب
رامپور رجبدی، جانکی نگر، شراوستی، استاد شعبہ پرائمری
تاریخ پیدائش: ۱۷؍فروری ۱۹۸۰ء ☆ تاریخ تقرری: یکم جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ء

....

(۳۵) جناب ماسٹر محمد اقبال صاحب ابن رحمت علی صاحب
مقبرہ، بڑ یہاٹ، شہر بہرائچ، استاد شعبہ پرائمری
تاریخ پیدائش: نومبر ۱۹۵۱ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۵؍جولائی ۲۰۰۹ء

....

(۳۶) جناب مولانا محمد انوار صاحب ابن حاجی ریاست علی صاحب

بیگم پور، ضلع بہرائچ استاد شعبہ پرائمری

تاریخ پیدائش: یکم جنوری ۱۹۷۶ء ☆ تاریخ تقرری: یکم اکتوبر ۲۰۰۹ء

....

(۳۷) جناب مولانا محمد کلیم صاحب ندوی ابن عبدالحفیظ صاحب

ناظر پورہ، شہر بہرائچ، استاد شعبہ پرائمری

تاریخ پیدائش: ۱۷ر جولائی ۱۹۷۴ء ☆ تاریخ تقرری: ۶ر جنوری ۲۰۱۱ء

....

(۳۸) جناب حافظ اشفاق احمد بیگ صاحب ابن خلیل احمد صاحب

سلا پورہ، فخر پور، مقیم حال ناظر پورہ، شہر بہرائچ، ناظر دفتر

تاریخ پیدائش: یکم مئی ۱۹۶۰ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۳ر جولائی ۱۹۸۱ء

....

(۳۹) جناب مولانا محمد عمر صاحب ابن بشیر احمد صاحب

گلہی گاؤں، گوبندہ پور پنڈٹ، مقیم حال قاضی پورہ، شہر بہرائچ، سفیر

تاریخ پیدائش: ۱۵ر جولائی ۱۹۳۳ء ☆ تاریخ تقرری: یکم دسمبر ۱۹۵۹ء

....

(۴۰) جناب مولانا شہاب الدین صاحب ابن عبدالصمد صاحب

موضع چھپاٹپور، کٹکا بھگت پوروہ ضلع بہرائچ، سفیر

تاریخ پیدائش: ۲۸ر جنوری ۱۹۵۴ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۶ر دسمبر ۱۹۶۹ء

....

(۴۱) جناب مولانا رسول احمد صاحب مظاہری ابن حاجی پیر علی صاحب انصاری

گھاسی پور، فخر پور، مقیم حال ناظر پورہ شہر بہرائچ، ناظم مطبخ

تاریخ پیدائش: ۲۵ر جون ۱۹۶۸ء ☆ تاریخ تقرری: ۲ر جون ۱۹۹۰ء

....

(۴۲) جناب مولانا جسیم احمد ابن بشیر احمد صاحب
رامپور جبدی، جانکی نگر، ضلع شراوستی، معاون ناظر دفتر
تاریخ پیدائش: ۴ر شعبان ۱۳۹۵ھ ☆ تاریخ تقرری: ۱۹ر اپریل ۲۰۰۳ء

....

(۴۳) جناب مولانا محمود حسن ابن قاری عبدالوحید صاحبؒ
ناظر پورہ، شہر بہرائچ، محرر رسالہ
تاریخ پیدائش: ۲۹ر دسمبر ۱۹۸۴ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۹ر دسمبر ۲۰۰۵ء

....

(۴۴) جناب مولانا اخلاق احمد ابن اقبال احمد صاحب
کڑونی، قیصر گنج، ضلع بہرائچ، کمپیوٹر آپریٹر
تاریخ پیدائش: ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۲ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۳ر جنوری ۲۰۰۷ء

....

(۴۵) جناب مولانا محمد الیاس ابن محمد یوسف صاحب
سکیا، جانکی نگر، شراوستی، مقیم حال امین پور، نگرور، بہرائچ، سفیر ماہنامہ
تاریخ پیدائش: یکم مئی ۱۹۷۷ء ☆ تاریخ تقرری: ۲ر جنوری ۲۰۰۹ء

....

(۴۶) جناب مولوی محمد شاہد خاں صاحب ابن محمد عابد خاں صاحب
راجہ پور، رحمتو گاؤں، شراوستی، مقیم حال ناظر پورہ، شہر بہرائچ، سفیر
تاریخ پیدائش: ۳ر اکتوبر ۱۹۶۳ء ☆ تاریخ تقرری: ۱۶ر مارچ ۲۰۱۱ء

....

(۴۷) جناب محمد سرور خاں ابن محمد یار خاں صاحب قاضی پورہ، شہر بہرائچ، طباخ
(۴۸) جناب محمد اسماعیل ابن حبیب احمد صاحب مرحوم قاضی پورہ شہر بہرائچ، طباخ
(۴۹) جناب مشتاق احمد ابن نواب علی صاحب سرجو پوروہ، ماسہ ڈیہہ، ضلع بہرائچ، طباخ